صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 21 فروری 2018ء بمطابق 04 جمادی الثانی 1439 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر بیس منٹ پر منعقد ہوا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر، مہر تاج روغانی مسند صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

أَلۡهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ○ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ○ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ ○ لَتَرَوُنَّ ٱلۡجَحِيمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ ٱلۡيَقِينِ ○ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ۔

(ترجمہ): (لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ دیکھو اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے)۔ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا)۔ پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہو گی۔ **صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیم۔**

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی ۙوَیَسِّرْ لِیٓ اَمْرِی ۙوَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِی یَفْقَھُوْا قَوْلِی۔

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

Madam Deputy Speaker: We start with the Questions/Answers session. First Question, Meraj Bibi, Question No. 5721, Meraj Bibi.

* 5721 _ محترمہ معراج ہمایون خان: کیاوزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ صوبہ میں صرف دوپوسٹ گریجویٹ کالجز برائے زنانہ موجود ہیں؛

(ب)اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) وہ کہاں پر واقع ہیں؛

(ii)کس پالیسی کے تحت نئے پوسٹ گریجویٹ کالجز کھلتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی نہیں، صوبہ میں صرف دو پوسٹ گریجویٹ کالجز برائے زنانہ نہیں بلکہ چھ پوسٹ گریجویٹ کالجز برائے زنانہ کام کر رہے ہیں۔آج کل صوبہ میں 83 گرلز کالجز کے علاوہ 10 ایف ای ایف کالجز برائے زنانہ کی شمولیت بحیثیت گورنمنٹ کالجز کی ہوئی ہے۔

(ب) (i) پوسٹ گریجویٹ کالجز برائے زنانہ مختلف اضلاع میں کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج کوہاٹ۔

(2) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں۔

(3) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج سیدو شریف سوات۔

(4) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج مردان۔

(5) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر ایک ایبٹ آباد۔

(6) گورنمنٹ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج ہری پور۔

(ii) مزید پوسٹ گریجویٹ کالجز کی تعداد بڑھانے کی بجائے اب بی ایس چار سالہ پروگرام متعارف کرایا گیا ہے۔بی ایس چار سالہ پروگرام درج ذیل Criteria کے مطابق پرنسپل کی طلب پر ضرورت کے مطابق اس کا عمل دخل موجود ہے:

(1) ٹیچنگ سٹاف کالج میں ضرورت کے عین مطابق موجود ہونا۔

(2) کلاس رومز کا کافی تعداد میں موجود ہونا۔

(3) لیبارٹری بمعہ ضروری سامان اور لائبریری کا کالج میں موجود ہونا۔

(4) ہر مضمون میں کم از کم 20 طلباء و طالبات کا داخلہ لینا اور موجود ہونا۔

محترمہ معراج ہمایون خان: مائیک جی، مائیک۔ سوری سر! یو منٹ۔ میډم! دا دغه باندې دی نو It is very difficult to read او دا ځل دا اردو هم دا بل دغه کښې کړې ده نو It is very difficult for me to read. This is a Question from the Higher Education Minister and the Question says چې "کیاوزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ اس صوبہ میں صرف دو پوسٹ گریجویٹ کالجز برائے زنانہ موجود ہیں؟ جواب کښې هغوی راته وائی چې نه دوه نه دی چه دی اور دوسرے کوئسچن میں میں نے پوچھا ہے کہ هغه کوم کوم ځائې کښې Located دی؟ تو وہ بھی Answer ٹھیک دے دیا ہے جو Located ہیں۔ Next Question was this کہ آپ کا Criteria کیا ہے پوسٹ گریجویٹ کالجز کھولنے کا؟ تو اس میں وہ لمبا جواب دیا ہے کہ اب پوسٹ گریجویٹ کالجز ہم نہیں کھول رہے ہیں، ہم نے سسٹم تبدیل کر لیا ہے اور بی ایس ہم نے شروع کر دیا ہے، Four years BS system شروع کر لیا ہے اور اس کا پھر Criteria دیا ہے۔ میڈم! یہاں میرا کوئسچن ہے کہ انہوں نے کیوں یہ بی ایس کر لیا ہے، Four years کا کر لیا ہے اور Criteria جو دیا ہوا ہے کہ یہ موجود ہو، یہ موجود ہو، وہ موجود ہو، وہ موجود ہے، اس کا کیا مطلب ہے، مجھے سمجھ نہیں آئی، کیوں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کالج میں موجود ہونا چاہیئے؟ مطلب بہت سارے کالجز میں یہ نہیں ہیں مطلب یہ ہے اور پھر Ratio کا بھی ہمارا مسئلہ آ رہا ہے کہ ہمارے پاس Educated خواتین نہیں ہیں، پرائمری پر تو ہم نے بہت زیادہ زور دیا ہوا ہے، پرائمری کو ہم Increase کر رہے ہیں، سکولز کو بھی اور وہ۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے جی، معراج بی بی! کوئسچن ہو گیا۔ جی، مشتاق صاحب!

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو، میڈم سپیکر۔ جو کوئسچن تھا، اس کا بڑا کلیئر جواب آ گیا کہ کتنے پوسٹ گریجویٹ کالجز ہیں اور بتا دیا ہم نے کہ چھ ہیں لیکن اصل میں یہ چھ نہیں ہیں، ابھی جو بی ایس پروگرام شروع کر دیا گیا ہے Equivalent to master degree، وہ کوئی 36 کالجز میں، فیمیل

کالجز کی میں بات کررہاہوں، ان میں اس سال سے ہم نے سٹارٹ کردیاہواہے اور اگلے سال یہ 100% پر چلا جائے گا، ہمارا پروگرام یہ ہے اور اس میں وزیراعلیٰ کی اپنی بڑی خصوصی دلچسپی ہے۔ چونکہ ابھی وہ بی اے اور ایم اے کا دور ختم ہوگیا میڈم سپیکر! Internationally جو Degree recognized ہے، وہ BS four years program کی ہے، تو اسی لئے یونیورسٹیوں میں بھی اور ہمارے جو کالجز ہیں، ان میں بھی ہم بی اے اور ایم اے کو Gradually ختم کر رہے ہیں، اس کی جگہ BS four years program جو ہے Introduce کر رہے ہیں اور اس کا ہم نے Bridging system بھی ساتھ کردیا ہے کہ کوئی باہر سے بی اے کر کے آتا ہے تو وہ 5th semester میں اس کو Entrance مل سکے گی Four years پورے کرنے کیلئے یا After two years وہ Discontinue کرنا چاہتا ہے تو اس کو BA کی ایسوسی ایٹ ڈگری بھی مل سکے گی۔ اب سب 100% ہم نے کیوں نہیں کیا؟ چونکہ اس کیلئے بہت زیادہ Load of work پڑتا ہے، یہ سمسٹرز ہیں، یہ ایک ایک کلاس کے چھ چھ سمسٹرز آٹھ آٹھ چل رہے ہوتے ہیں تو Different اس کیلئے سٹاف Naturally زیادہ چاہیئے ہوتا ہے جس کیلئے ہم ریکروٹمنٹ کے پراسیس سے گزر رہے ہیں اور پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن گئی ہوئی ہے، وہ ہر مہینے ہمیں لوگ انٹرویو کر کے بھیج رہا ہے اور اسی لئے ہم نے جو ایڈہاک لیکچررز تھے ٹیچنگ اسسٹنٹس، ہم نے ان کو بھی ریگولرائز کیا ہے تاکہ یہ Deficiency پوری ہو تاکہ ہم 100% پر جاسکیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ ایک ہی کمرے میں آپ بی اے چلا سکتے ہیں But BS کیلئے آپ کو کمرے اسی ایک بیچ کیلئے آٹھ کمرے چاہیئے تاکہ ہر سمسٹر اپنے اپنے کمرے میں سٹڈی کر سکے۔ اس کیلئے ہم خطیر رقم خرچ کر رہے ہیں، کالجز کو ہم نے فنڈنگ بھی کی ہے، بی ایس بلاکس الگ بنا رہے ہیں کالجز کے اندر، کافی میں بن چکے ہیں، کافی میں Under construction ہیں، تو جو ہماری اس سال کی Capacity تھی، اس کے مطابق ہم نے کوئی 100 کالجز بی ایس پر شفٹ کئے ہیں جن میں 32 فیمیل ہیں اور 68 میل کالجز ہیں اور ان شاء اللہ اگلے سال جون کے بعد اس پر 100% ہماری Working complete ہے، ہم 100% پر چلے جائیں گے Which will be a record in the history of Pakistan کہ ابھی تک ایچ ای سی نے یہ کہا تھا کہ 2018 تک یہ جو Conventional system ہے بی اے ایم اے، یہ ختم ہو جانا چاہیئے پورے ملک میں اور چونکہ ان کی آگے Value ہی نہیں رہے گی، Value ہو گی بی ایس کی، تو یہ پہلا صوبہ ہو گا کہ اب پنجاب میں جیسے انہوں نے شروع کیا کوئی آٹھ دس کالجز میں میری اطلاع کے مطابق، وہ بھی Discontinue کر دیا

کہ یہ خاصا مشکل ہے، اس میں Research involve ہوتی ہے، اس میں اور بہت سی چیزیں اور جو فیکلٹی ہے، اس کا معیار بھی بڑا اہائی ہوتا ہے Like Universities، اور پھر وہ چونکہ خود ہی ریزلٹ بھی دیتے ہیں تو اس کو ایک قسم کی منی یونیورسٹی آپ کہہ سکتے ہیں ان کالجز کو، تو اس میں ان شاء اللہ اگلے سال کے اختتام پر جو باقی 120 کالجز رہ جائیں گے، وہ بھی بی ایس کے اوپر ہم شفٹ کریں گے اور اس میں ڈیپارٹمنٹ پوری طرح کام کر رہا ہے، کوئی کالج ایسا نہیں ہوگا صوبے کے اندر جس میں بی ایس نہ ہو، یعنی یہ ان کالجز کو آپ پوسٹ گریجویٹ کالجز کہہ سکیں گے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I think Meraj Bibi! The answer is quite explanatory, so I will go to the next Question, if you don't mind. Question No-----

جناب بخت بیدار: میڈم سپیکر! ایک منٹ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سپلیمنٹری، پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے؟

جناب بخت بیدار: سپلیمنٹری۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سپلیمنٹری ہے، اوکے۔ جی، بخت بیدار صاحب!

جناب بخت بیدار: ډیره مهربانی۔ زه لږ ستاسو په تهرو باندې د منسټر صاحب نه دا تپوس کوم چې ایف ای ایف سټاف چې دوئ مدغم کړے دے په هائر ایجوکیشن کښې، د هغې څه صورتحال دے؟ د هغوی خو څه سروس رولز نوره طریقه کار چې څنګه پکار وی نو هغه شان تر اوسه پورې هیڅ ایډجسټمنټ نه دے شوے، د هغې لږ وضاحت پکار دے چې هغوی سره به څه کیږی؟ نه د هغوی د پنشن پته لګی چې څوک ریټائر کیږی، د هغوی پته نه لګی چې هغه به څه طریقه کار وی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم سپیکر! یہ ایف ای ایف کالجز کی جو بات کر رہے ہیں، یہ اصولاً ایف ای ایف کا مینڈیٹ نہیں تھا، انہوں نے کالجز کھولے To earn the money اور ان کا کام اصل میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو Loan دینا، بڑے Soft loans ہیں اور اس کیلئے ایک ایکٹ کے تحت وجود میں آئے تھے۔ اب ان کے پاس جو Endowment fund تھا، اس کو انہوں نے ایسے پراجیکٹس میں انویسٹ کرنا تھا جس سے کہ ان کی Income بڑھ سکے۔ یہ پچھلی حکومتوں میں گرلز کالجز قائم کر دیئے گئے کوئی 16 کے قریب پورے صوبے کے اندر تاکہ ان کی فیسوں سے جیسے پرائیویٹ ادارے Earning کرتے ہیں

لیکن وہ ہوا نہیں ہے۔ چونکہ ان کے مقابلے میں جو ہمارے گورنمنٹ کالجز تھے، اب وہاں پر بی ایس کا سمسٹر کے پیسے لیتے ہیں پانچ ہزار جبکہ یہ لیتے ہیں پندرہ ہزار، تب ان کا وہ کرتا تھا تو سارے Badly flop ہو گئے، وہ ریگولرائز بھی ہو گئے تھرو سپریم کورٹ، اب وہ ایک بہت بڑا بوجھ بن گیا تھا ایف ای ایف کے اوپر اور پھر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ کالجز جو ہیں ایف ای ایف کے، ان کو ہم Own کر لیتے ہیں ہائر ایجوکیشن کے اندر اور اس سٹاف کو بھی اس میں ہم لے لیں گے ان سے، تو وہ کالجز جو ہیں ہم نے لے لئے، اب ان میں تعداد بھی بڑھ گئی، چونکہ وہ فیس پانچ ہزار روپے پر آ گئی ہے پندرہ سے ہٹ کر، بچیوں کی مزید Facilities بڑھ گئیں جن شہروں میں یہ کالجز تھے اور جو ان کا سٹاف تھا، اس میں جو لیکچررز تھیں، ان کو ہائر ایجوکیشن میں ڈیپوٹیشن کے اوپر لے لیا گیا For three years، اب اس کے اوپر ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا ہے کیونکہ اس میں ان کی سنیارٹی کے ایشوز آ رہے ہیں، جو پہلے سٹاف ہے، یہ سنیارٹی مانگ رہے ہیں اپنے ایف ای ایف کے حساب سے لیکن ہائر ایجوکیشن میں جو سٹاف Already کام کر رہا ہے، ان کی جو سنیارٹی ہے، وہ بھی ڈسٹرب ہو رہی ہے، تو گو کہ Ultimately ہم نے ان کو Absorb کرنا ہے اور میں نے کوئی ایک ہفتہ پہلے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو یہ انسٹرکشنز دی ہیں کہ جو بھی کرنا ہے Within a month اس کو آپ ہمارے سامنے کوئی رپورٹ لے کر آئیں تاکہ ہم اس کو ڈسکس کر سکیں، تو ہم ان کو ان شاء اللہ Absorb کریں گے ہائر ایجوکیشن میں As soon as possible، جو تین سال کی ڈیپوٹیشن ان کی ہے لیکن ہم تین سال Wait نہیں کریں گے، Within next اسی Month کے اندر وہ کر لیں گے باقی ان کے جو کلاس فور، سپورٹنگ سٹاف تھا، وہ بھی ہم نے ایڈجسٹ کر لیا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you ji. Next Question, Maulana Mufti Fazal Ghafoor Sahib! Your Question number is 5723.

مولانا مفتی فضل غفور: سوال نمبر 5723۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

* 5723 _ مولانا مفتی فضل غفور: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ قیام پاکستان کے بعد مختلف ادوار میں اعلیٰ تعلیم کے ادارے خیبر پختونخوا میں قائم کئے گئے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ یہی یونیورسٹیاں ملکی اور عالمی یونیورسٹیوں میں معیاری تعلیم کی فراہمی میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو 1947 سے 2002 تک کتنی یونیورسٹیاں خیبر پختونخوا میں قائم کی گئیں، نیز 2002 سے 2008، 2008 سے 2013 اور 2013 سے 2016 تک کتنی نئی یونیورسٹیاں ملکی اور عالمی Ranking میں کس نمبر سے تعلیمی معیار کی حامل ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

<u>جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم):</u> (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ج) ہائر ایجوکیشن کمیشن نے 2002 میں معرض وجود میں آنے کے بعد اب تک پانچ بار Ranking جاری کی ہے جس میں سال 2006، 2012، 2013، 2015 اور سال 2016 شامل ہیں، Ranking کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

<u>مولانا مفتی فضل غفور:</u> شکریہ میڈم! یہ میں نے جو سوال پوچھا تھا، بنیادی طور پر صرف اسلئے پوچھا تھا کہ ہماری جو ہائر ایجوکیشن ہے، اس کا سٹینڈرڈ، اس کی کوالٹی کس طرف جا رہی ہے یا نیچے گر رہی ہے؟ تو مجھے جو جواب دیا گیا ہے، اس کے مطابق ہماری جو پشاور یونیورسٹی ہے میڈم! 2014 میں جو Ranking جاری ہوئی تھی، وہ پاکستان کی Top ten Universities میں سے چھٹے نمبر پر تھی اور پھر 2017 میں جو اس کی Last ranking جاری ہوئی ہے، اس میں وہ تیرہویں نمبر پر آ گئی، مطلب وہ پاکستان کی Top ten Universities میں بھی نہیں رہی، تو یہ کیوں ہماری تعلیمی جو کوالٹی ہے، وہ کیوں اتنی تیزی سے گر رہی ہے، ایجوکیشن کوالٹی کیوں گر رہی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں؟

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> منسٹر صاحب!

<u>جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم):</u> میڈم سپیکر! بات یہ ہے کہ جب تک کسی ادارے کا لیڈر Competent نہیں ہوگا آپ اس ادارے سے کوئی بہت زیادہ توقعات وابستہ نہیں کر سکتے۔ سارا ایوان جانتا ہے کہ ماضی میں وائس چانسلرز کو اپوائنٹ کرنے کا کیا Criteria تھا؟ میں تو یہ کہتا ہوں کہ بعض لوگوں کو وائس چانسلر بنانے کیلئے ایک نئی یونیورسٹی کسی سکول کے اندر کھول دی گئی۔ یہ ہماری حکومت ہے کہ جس نے ایک Academic Search Committee بنائی Headed by Dr. Professor Atta-ur-Rehman اور جس میں سارے لوگ LUMS کے اور ڈاکٹر عشرت Former Governor State Bank، اس طرح کے لوگ ہیں اور جو لوگ پہلے سے لگے ہوئے تھے، جب ان

کا ٹائم پورا ہوا تو اب جو وائس چانسلرز آ رہے ہیں، وہ Through this Search Committee آ رہے ہیں، They are quite competent people اور ان شاء اللہ اس سے ہمارا یہ معیار بڑھے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہم ہائر ایجوکیشن کے اندر ایک کوالٹی ایشورنس سیل قائم کر رہے ہیں جس کی ایڈورٹائزمنٹ جا چکی ہے In the newspapers، یہ ایک Independent Autonomous Cell ہم بنا رہے جو کہ ہائر ایجوکیشن کے اندر کوالٹی کو چیک کرے گا اور Ensure کرے گا کہ کونسی یونیورسٹی کیا کام کر رہی ہے، کیا وہ ٹھیک ڈائریکشن میں جا رہی ہے؟۔۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامیاں)

Madam Deputy Speaker: Order in the House, please.

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: کونسا کالج ٹھیک ڈائریکشن میں جا رہا ہے یا نہیں جا رہا، تو اس کوالٹی۔۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامیاں)

Madam Deputy Speaker: Rashad Khan! Please order in the use.

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم! ہاؤس کو ذرا In order کر لیں، میری آواز۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بات کسی کو سمجھ نہیں آ رہی ہے جی۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: بہرکیف یہ کوالٹی ایشورنس سیل بھی ہم بنا رہے ہیں جس سے لازماً اچھے اثرات پڑیں گے اور ان شاء اللہ جو ہمارا Focus ہے، وہ کوالٹی کے اوپر ہے۔ یہ جو ہوتا ہے Ranking، اس میں یہ ایچ ای سی کرتی ہے یا وفاقی ادارے کرتے ہیں، اس کیلئے ریسرچ پیپرز کے اوپر Base کیا جاتا ہے، پی ایچ ڈیز کے اوپر، فیکلٹی کس سٹینڈرڈ کی ہے اور ان کے کتنے پیپرز جو ہیں، وہ انٹرنیشنل جرنلز میں پرنٹ ہوئے ہیں، یہ ساری چیزیں ان کا اپنا ایک Criteria ہوتا ہے۔ ہم نے یونیورسٹیوں میں ORIC کے آفسز قائم کئے ہیں، Office of Research Innovation and Commercialization، ہر یونیورسٹی کو ہم نے Bound کیا کہ آپ ریسرچ کریں، اس کیلئے ہم نے 500 ملین کا انڈوومنٹ فنڈ بھی Create کیا کہ انڈوومنٹ فنڈ کا پرافٹ ہم ریسرچ کو دیں In all these Universities, so ان اقدامات سے ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ ہائر ایجوکیشن کے اندر بے پناہ ترقی ہو گی اور جو سٹینڈرڈ ہے یونیورسٹیوں کا، وہ بڑھے گا، سٹینڈرڈ بڑھے گا تو Ranking بھی بڑھ جائے گی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، تھینک یو۔ میرے خیال میں مولانا صاحب! جواب تو انہوں نے کافی تفصیل سے دے دیا ہے، جی مولانا صاحب!

مولانا مفتی فضل غفور: جی میڈم! عجیب بات یہ ہے، منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ پہلے جو لوگ تھے، وہ Competent لوگ نہیں ہوا کرتے تھے وائس چانسلرز، جس وقت وائس چانسلرز Competent نہیں ہوا کرتے تھے، اس وقت تو پشاور یونیورسٹی پاکستان کی Top ten Universities میں شامل تھی اور آج جو Competent طریقے سے یہ لوگ لا رہے ہیں وائس چانسلرز کو، آج یہ Top ten Universities میں سے نہیں ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Who is responsible، کون ذمہ دار ہے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر صاحب!۔۔۔۔

مولانا مفتی فضل غفور: میڈم! میری بات سماعت فرمایئے گا، یہ پورے صوبے کی ایجوکیشن کا سوال ہے، یہ ہمارے Future کا سوال ہے، 2006 میں جو Ranking جاری ہوئی ہے، اس کے مطابق پشاور یونیورسٹی 4th نمبر پہ ہے اور پھر 2017 میں جو Ranking ہوئی ہے، اس میں یہ تیرہویں نمبر پہ آ گئی، کیوں؟ اس کی یہ حکومت ذمہ دار نہیں ہے، اس کی یہ ناقص تعلیمی پالیسیاں ذمہ دار نہیں، کون ذمہ دار ہے، Who is responsible، یہی پوچھنا چاہتا ہوں میڈم سپیکر؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم سپیکر! میں نے پہلے جواب دے دیا کہ ہمارا جو وائس چانسلر، ہم نے جو اپوائنٹ کیا پشاور یونیورسٹی میں، اس کے بمشکل چھ مہینے بھی ابھی نہیں ہوئے اور اس سے پہلے جو تھے، وہ پہلے ہی لاٹ چل رہی تھی اور وہی لوگ اس کے ذمہ دار ہیں جو پہلے اپوائنٹ کئے گئے، کوئی ایسا پراسیس نہیں تھا، مرضی سے لوگ اپوائنٹ کر دیئے جاتے تھے، آج جو ہے مرضی سے نہ وزیر اعلیٰ اپوائنٹ کر سکتے ہیں نہ منسٹر اپوائنٹ کر سکتا ہے۔ میڈم! میں ایک اور چیز ایوان کی توجہ کیلئے بیان کرنا چاہوں گا کہ جو سرچ کمیٹی پہلے ہوتی تھی، ہمارے دور تک بھی تھی جس کو ہم نے چینج کیا، وہ Headed by Higher Education Minister ہوتی تھی اور اس میں کچھ یونیورسٹیوں کے لوگ اور کچھ اس طرح کے لوگ ہوتے تھے۔ اب جب منسٹر چیئر کرے گا سرچ کمیٹی کو تو وزیر اعلیٰ یا کسی کے کہنے، سننے پہ وہ اپنی مرضی ضرور کر سکتا ہے اس کے اندر اور مرضی کے لوگوں کو اپوائنٹ کیا جا سکتا ہے، اپنے Blue eyed کو، ہم نے ایکٹ کے ذریعے اپنا یہ اختیار ختم کر دیا اور ہم نے بالکل باہر سے ایک سرچ کمیٹی بنا دی جس میں وہ لوگ ہیں کہ جو Matter کرتے ہیں ہائر ایجوکیشن کے اندر، جن کے بڑے بڑے نام ہیں، جن کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا کہ وہ کسی کی سفارش مانیں، یعنی ہمارے ادارے کا ہائر ایجوکیشن کا اپوائنٹمنٹس میں صرف یہ Role ہے کہ ہم صرف Eligibility ایک فارمولے کے تحت چیک کرتے ہیں اور جو Eligible candidates ہیں، ان کے پیپرز سارے فوٹوسٹیٹ کرتے ہیں، جتنے ممبرز ہیں پانچ چھ، ان کو بھیج دیتے ہیں، وہ خود پھر ان کی ایک فارمولے کے تحت Shortlisting کرتے ہیں اور Shortlisting کے بعد وہ ہمارے پاس آجاتے ہیں، ان کو انٹرویو کیلئے ہم کال کرتے ہیں، پھر وہ وہاں سے ہم سلیکٹ کر کے بھیجتے ہیں۔ تو ہمارا تو اتناٹرانسپیرنٹ پراسیس ہے کہ اس میں صوبے کے کسی شخص کی، یہاں تک کہ چیف منسٹر کی بھی کوئی Involvement نہیں ہے اور کسی منسٹر کی کوئی Involvement نہیں ہے، تو ہمارے لوگ تو اب آنا شروع ہوئے ہیں، وہ جو اپوائنٹ ہوئے تھے وہ کچھ تین سال کسی کے رہ گئے تھے، چار سال رہ گئے تھے، اب وہ Almost چلے گئے ہیں اور اب ان شاء اللہ ساری نئی لاٹ ہے، اچھے لوگ ہیں بریڈ فورڈ یونیورسٹی سے بندہ اٹھا کے ہم نے مردان یونیورسٹی میں وائس چانسلر بنایا، میڈم! وہ وہاں بہت اچھی سیلری لے رہا ہوگا، تو ایسے لوگ اب کام کر رہے ہیں اور ابھی آپ مردان یونیورسٹی کو دیکھ لیں اور اس وائس چانسلر کے آنے سے پہلے دیکھ لیں، یہ وہی یونیورسٹی ہے جس میں مشال کا قتل ہوا اور آج دیکھیں کہ وہاں کا بالکل نظام بدل کے رہ گیا ہے، تو لیڈر جب ٹھیک ہوگا، Competent ہوگا اس کی 'اکیڈمشن' ہوگی، اچھا منیجر ہوگا تو یونیورسٹی ساری بہتر انداز میں چلے گی، کلاسز ٹھیک ہوں گے، سٹاف کے اوپر اس کی گرفت ہوگی، Personal liking, disliking وہ نہیں کرے گا۔ جب یہ چیزیں نہیں ہوگی تو یونیورسٹیوں میں تعلیم بھی ہوگی، ریسرچ بھی ہوگی، Innovation بھی ہوگی اور اس کی Ranking بھی بڑھ جائے گی۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو، منسٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ You will see the result within next few years because ان کی سلیکشن ابھی ہوئی ہے تو You are going to see the result of this within next two three years, thank you ji. Next Question بھی آپ کا ہے۔۔۔۔۔

<u>مولانا مفتی فضل غفور</u>: میڈم! میں اس سوال کے جواب سے Satisfied نہیں ہوں۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Not satisfied, okay ji, he is not satisfied, what do you want then-----

<u>مولانا مفتی فضل غفور</u>: میری بات تو سماعت فرمائیے گا؟

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Okay agreed, not satisfied.

<u>مولانا مفتی فضل غفور</u>: یہ میرا Right ہے، یہ میرا Right ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں نامنسٹر صاحب! وہ نہیں ہیں Satisfied جی، اب کیا کریں؟

مولانا مفتی فضل غفور: یہ میرا Right ہے کہ میں اس صوبے کی ہائر ایجوکیشن پہ بات کروں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی آپ کریں۔

مولانا مفتی فضل غفور: میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بالکل بولیں۔

مولانا مفتی فضل غفور: میں صرف یہ گوش گزار کرانا چاہتا ہوں اس ہاؤس کو کہ کیوں ہمارے ریسرچ پیپرز سٹینڈرڈ کے نہیں رہے، اس کا کون ذمہ دار ہے؟ سٹوڈنٹس کا سارا وقت وہ دھرنوں اور احتجاجوں اور سٹرائیکس میں کیوں لگتا ہے؟ ان کیلئے کوئی ٹرانسپورٹیشن کا بندوبست نہیں، ان کیلئے کوئی Accommodation کا بندوبست نہیں، ان کی Fees اتنی بڑھ گئی ہیں کہ جو سمسٹر پندرہ سولہ ہزار میں وہ پڑھ سکتے تھے آج وہی سمسٹر وہ پچاس ساٹھ ہزار میں پڑھتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ سیکٹرز کی یونیورسٹیز ہیں اور پرائیویٹ سیکٹرز کی یونیورسٹیز ہیں، ان دونوں کی Fees ایک جیسی ہونے لگیں، میڈم! کون اس کا ذمہ دار ہے؟ آپ پشاور یونیورسٹی کو دیکھئے، One billion loan میں وہ جارہی ہے، وہ قرض میں جارہی ہے، خسارے میں جارہی ہے، اس کے اوپر اتنے قرضے ہیں تو اس پر کون سوچے گا؟ اگر یہ حکومت نہیں سوچے گی اور صرف اس بات پہ اپنی جان چھڑائی گی کہ جی ہم نے ابھی Competent لوگوں کو وائس چانسلر بنایا ہے اور پہلے جو وائس چانسلرز تھے، وہ Competent لوگ نہیں تھے، جس وقت Competent لوگ نہیں تھے، اس وقت پشاور یونیورسٹی ٹاپ ٹین یونیورسٹیز میں تھی، آج جو Competent لوگ آ گئے ہیں، یہ ٹاپ ٹین یونیورسٹیز میں نہیں ہے، کون اس کا ذمہ دار ہے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم! یہ ذمہ دار یونیورسٹیاں ہیں Not the government, these are autonomous، آپ لوگوں نے ان کو اٹانومی دی ہے، اسی ہاؤس نے اٹانومی دی ہے اور دنیا بھر میں یونیورسٹیاں اٹانومس ادارے ہوتی ہیں، ان کی اپنی سینڈیکیٹس ہیں، اپنی سینیٹس ہیں، وہ گورنمنٹ کے احکامات کے تابع نہیں ہوتے ہیں اور گورنمنٹ ان کو کوئی لیٹر بھی نہیں لکھ سکتی Unless کہ ہمارے پاس کوئی ایسا کیس Establish ہو جائے کسی یونیورسٹی میں، تو پھر وہ بھی ہم گورنر کے تھروجے آئی ٹی بنا کے اس کی انکوائری کرتے ہیں۔ تو یہ ایک Separate نظام ہوتا ہے یونیورسٹیوں کا، یہ نہ ہم ان کو فنڈنگ

کرتے ہیں یا کوئی ضرورت Need basis پہ کسی یونیورسٹی کو ہم نے کوئی بلاک تعمیر کرنے کیلئے پیسے دے دیئے یا کوئی پیسے ان کو ایچ ای سی دیتی ہے، ہائرایجوکیشن کمیشن کا Link وہاں پر جڑتا ہے، جتنا ان کا اکیڈمک سٹاف ہے، یہ ساری سیلریز وہاں پہ آتی ہیں۔ ہم نے چونکہ گورنمنٹ کا اس کے اوپر کوئی اس ایکٹ کے تحت اختیار نہیں تھا اور نہ اختیار یونیورسٹیاں دیتی ہیں تو ان کے پاس ایک ہی جواب ہے کہ we are autonomous، ہم نے اس کا Solution میڈم! یہ نکالا کہ ایچ ای سی کے طرز پہ ہم پراونشل ہائر ایجوکیشن کونسل کے نام پہ، وہ بھی ایچ ای سی ہے But ایچ ای سی کو ہم کاپی نہیں کرنا چاہتے، ہم چاہتے ہیں ان کا کام جاری رہے۔ ہم نے پراونشل ایچ ای سی ہائرایجوکیشن کونسل جو ہے جس کا میں نے ذکر پہلے کیا اور جس کیلئے ایڈورٹائزمنٹ نیوزپیپرز میں جاچکی ہے، اس میں لوگ آ جائیں گے، اپوائنٹ ہو جائیں گے تو ایک تھنک ٹینک اس کے ساتھ کام کرے گا اور ان کا کام ہے۔ سیکرٹری ہائرایجوکیشن اور ڈائریکٹر ہائرایجوکیشن کے پاس کوئی ایسا میکنزم نہیں تھا، نہ منسٹر کے پاس جو جا کے دیکھے کہ بھئی اس کلاس میں کام ہو رہا ہے یا فلاں جگہ ٹھیک کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے؟ Complaint آئے تو اس کو ہم ایڈجسٹ کرتے ہیں۔ یہ جو ایچ ای سی بنے گی اس کیلئے ہم یہاں پہ آپ کے سامنے لیجسلیشن کریں گے، ان کو کچھ اختیارات دیں گے تاکہ جو صوبائی حکومت یونیورسٹیوں کو کچھ پیسے دیتی ہے تو Through this HEC دیں، HEC will be another autonomous body جو ان کے اوپر کنٹرول بھی کرے گی، ان کا آڈٹ بھی کرے گی، ان کا اکیڈمک آڈٹ بھی ہوگا، ان کا فنانشل آڈٹ بھی ہوگا اور اس سے یہ نظام جو ہے ٹھیک ہوگا اور یہ مفتی صاحب سے میں گزارش کروں گا، میرے آنریبل ممبر ہیں کہ یہ آپ Appreciate کریں کہ اگر ہم بھی پچھلے دور کی طرح چل سو چل چلتے رہتے، یہ یونیورسٹیاں دن بدن بگڑ رہی ہیں، آئس شروع ہو گیا، حشیش شروع ہو گئی ہے، ہم ایک ہفتے کے اندر ایک ایسی بڑی Campaign لیکر آرہے ہیں ہائرایجوکیشن کی تمام یونیورسٹیوں میں، تمام کالجوں میں، تمام روڈوں کے اوپر واک ہو رہی ہوگی، لیکچرز ہو رہے ہوں گے، سیمینار ہو رہے ہوں گے، میڈیا کے اوپر آ رہا ہوگا تاکہ لوگوں کو ہم Educate کریں اپنے سٹوڈنٹس بچوں کو، یہ نشہ آور، اس میں ہم مفتی صاحب کی خدمات بھی لیں گے کہ آئمہ مساجد بھی ہماری مدد کریں تاکہ یونیورسٹیوں سے یہ نشہ آور چیزیں ہم ختم کر سکیں، تو یہ چیزیں ہم کر رہے ہیں Already اور میں چاہوں گا کہ مفتی صاحب اگر چاہتے ہیں تو کسی وقت ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں تشریف لے آئیں، ان کو ہم بریفنگ دیتے ہیں اس پہ کہ ہائرایجوکیشن کوالٹی ایشورنس کیلئے کیا کیا چیزیں Proposed ہیں، کیا کیا ہو چکی ہیں، کیا

کیا کر رہے ہیں اور یہ یونیورسٹیاں اور کالجز دونوں کو ہم اس لائن میں لیتے ہیں۔ کالجز چونکہ ڈائریکٹ ہمارے انڈر ہوتے ہیں، ہم نے ان کے ایڈمشنز آن لائن کر دیئے، پورے صوبے میں آپ سفارش پہ ایک داخلہ نہیں لے سکتے ہیں آج، یہ ہم نے کیا ہے، آپ کے گورنمنٹ کالج پشاور میں یہ سیٹیں بکا کرتی تھیں، آج Totally on merit ہیں، یہ اس پی ٹی آئی حکومت کی وجہ سے On merit ہیں تو ہم ان کو بریفنگ دینے کو تیار ہیں جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، جی۔ مولانا مفتی غفور صاحب!

مولانا مفتی فضل غفور: ٹھیک ہے میڈم! بس مجھے صرف حیرت اس بات پر ہے کہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہمارا سسٹم بہتر ہوتا جا رہا ہے اور Ranking وہ گرتی جا رہی ہے، مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اگر ہمارا سسٹم بہتر ہوتا جا رہا ہے پھر چاہیئے تو یہ تھا کہ ہماری Ranking بھی بڑھ جاتی، Ranking میں ہم پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں، گرتے جا رہے ہیں، سسٹم بہتر ہوتا جا رہا ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ بس ٹھیک ہے جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میں ریکویسٹ کروں گا، مفتی صاحب کیلئے میڈم! آپ کی وساطت سے کہ یہ ساری پیچھے کی Ranking ہے اور وہی لوگ تھے، ان شاء اللہ تحریک انصاف دوبارہ اقتدار میں آئے گی اور تین چار سال بعد آپ یہیں کھڑے ہو کے مجھ سے یہ سوال کر لیں، اس وقت یہ Ranking ان شاء اللہ بہتر ہو چکی ہو گی۔

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی بابک صاحب، ضمنی دے بابک صاحب!----

جناب سردار حسین: شکریہ میڈم! دا خو زما ضمنی هم وو، میرا ضمنی بھی سوال ہے-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بابک صاحب!

جناب سردار حسین: مشتاق غنی صاحب کیلئے اردو میں بات کر لوں گا۔ مشتاق غنی صاحب سے آنریبل ممبر ایک کوسچن پوچھ رہے ہیں اور جواب میں Repeatedly ماضی، ماضی، ماضی، میرے خیال میں منسٹر صاحب کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اب آپ لوگ بھی ماضی بن گئے ہو ماضی، دو مہینے آپ کے رہ گئے ہیں دو مہینے، (تالیاں) تو پانچ سال حکومت کر کے بھی آپ پانچ سال یہ ورد کرتے رہے ہو

کہ ماضی، ماضی، ماضی، ماضی۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ 1947 سے لیکر 2002 تک صوبے میں کتنی یونیورسٹیاں بنی ہیں، اس کا جواب نہیں ہے، پھر وہ Ranking کا پوچھ رہے ہیں Ranking کا، اب آپ کو جواب دینا چاہیئے، آپ تو Simply سارا بوجھ جو ہے، ساری ذمہ داری یونیورسٹیوں پر ڈال رہے ہو، پھر آپ کی کیا ذمہ داری ہے؟ پانچ سال آپ حکومت میں رہے ہو اور آپ جواب میں یہ کہہ رہے ہیں کہ چھ مہینے اس وائس چانسلر کے ہو گئے، پانچ سال آپ لوگ کدھر تھے؟ پانچ سال جب 2013 میں آپ حکومت میں آئے تب بھی آپ لوگوں کو وائس چانسلرز لگانے چاہیئے تھے۔ آج کم از کم جس طرح ابھی آپ کہہ رہے ہو کہ پانچ چھ سال میں اس کے ثمرات آئیں گے تو پانچ سال میں اگر ثمرات نہیں آئے تو آئندہ پانچ سالوں میں لوگ اسلئے انتظار کریں گے کہ پانچ سال آپ دھرنوں میں Busy تھے، آپ گالیاں دینے میں Busy تھے، آپ اپنے مخالفین پر کیچڑ اچھالنے میں Busy تھے، تو برائے مہربانی ہمیں یہ موقع نہ دیں، ہم نہیں اٹھیں گے، ہم بات نہیں کریں گے، بار بار یہ کہتے ہیں کہ نوکریاں بکتی تھیں، وائس چانسلرز کی یونیورسٹیاں بنی تھیں، یہ ہو رہا تھا، وہ ہو رہا تھا، بھئی یہ کام آپ چھوڑیں، اپنا بتائیں کہ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: جی منسٹر صاحب! منسٹر صاحب کو Answer دینا دیں پھر آپ، منسٹر صاحب، مشتاق غنی!

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: ؎ وہ اور ہوں گے جو ہوں گے تیری راتوں کے چراغ
اے وطن ہم تیری راتوں کا سویرا ہوں گے

وہ وائس چانسلرز سارے گروپ، فرینڈز گروپ کے وائس چانسلرز تھے جنہوں نے یونیورسٹیوں کا بیڑا تباہ کر دیا تھا، ہم اب جو وائس چانسلرز لائے ہیں، وہ ان شاء اللہ آپ کو پرفارمنس جیسا ابھی کہا ہے کہ مردان کی کیا حالت تھی اور ہم بریڈ فوڈ یونیورسٹی سے بندہ اٹھا کے لے آئے وہاں پہ، جس نے بالکل آ کے Tight کر دیا اس یونیورسٹی کو، آپ اس یونیورسٹی میں جائیں میڈم! وہاں ہر چیز سرخ، سرخ، سرخ، یہ کسی پارٹی کی یونیورسٹی نہیں تھی، اس صوبے کی یونیورسٹی تھی، خود انہوں نے Politicized کر دی، جہاں یہ چیزیں ہوں کہ چوکیداروں نے بھی سرخ ٹوپی اور سرخ یونیفارم پہنا ہو، جھنڈا بھی سرخ لگا ہو تو یہ یونیورسٹیاں نہیں ہوتیں، اب یونیورسٹیاں ٹھیک ہوں گی اور بابک صاحب! میں آپ کو یہ عرض کروں کہ ہم ماضی نہیں ہوئے، ہمارا روشن حال ہے اور روشن مستقبل ہو گا ان شاء اللہ۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Okay, thank you. Next Question-----

جناب عبدالستار خان: میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، اب Next Question پہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی سپلیمنٹری، جعفر شاہ صاحب! ستاسو نہ مخکښې دا ستار صاحب دے، ستاسو نہ مخکښې ستار صاحب۔ بھئی پلیز ذرا ٹائم کم لیا کریں، کوئسچنز بہت زیادہ ہیں، جی۔

جناب عبدالستار خان: میڈم! آپ کی مہربانی۔ مشتاق غنی صاحب، ہائر ایجوکیشن منسٹر صاحب نے بڑی عالمی Ranking کی بات کی ہے ہماری یونیورسٹیز کی، میڈم سپیکر! یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ جب ہم سابق حکومتوں کا اور موجودہ حکومت کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ سابق حکومت میں اس صوبے میں نو یونیورسٹیز بنی تھیں، ایک سو کالجز بنے تھے، ایک ہزار سکولز بنے تھے اور ان میں پوسٹیں بھی آئی تھیں جو ہمارے سامنے ہیں، یہ عالمی Ranking کی بات کرتے ہیں، میں چیلنج کرتا ہوں میڈم سپیکر! کہ مجھے اس خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی اس Regime میں یہ مجھے دکھائیں عملی طور پر کہ اس خیبر پختونخوا میں چار سال میں ایک سکول بن کر کمپلیٹ ہوا ہو، ایک کالج بن کر کمپلیٹ ہوا ہو، ایک یونیورسٹی بن کر کمپلیٹ ہوئی ہو تو پھر تو بات کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے ہماری۔۔۔۔۔

جناب محمود جان: میڈم! میں جواب دیتا ہوں اس کا۔

جناب عبدالستار خان: (جناب محمود جان سے) ذرا حوصلہ رکھو، حوصلہ رکھو، حوصلہ رکھو۔ میڈم سپیکر! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انہوں نے چار سالوں میں ایجوکیشن میں، چاہے ہائر ایجوکیشن ہے یا ایلیمنٹری یا سیکنڈری ہے، ہماری جتنی بھی Proposed آمبریلا سکیمیں، جو سکولز تھے، آج تک ان کے پی سی ون نہیں بن سکے، آج تک ان کی Approval نہیں ہو سکی ہے 2014 کی سکیموں کی، کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ، لہذا میں گزارش کروں گا کہ اس بات پر مزید ڈیبیٹ ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، جی۔ عاطف خان اینڈ شاہ فرمان۔

جناب عبدالستار خان: میڈم! میری بات سن لیں میڈم سپیکر! میں آج Rule 48 کے تحت 'ڈیٹیلڈ' بحث کیلئے نوٹس دیتا ہوں۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): بہت شکریہ میڈم! میں ذرا۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: جی جی۔

(شور)

Madam Deputy Speaker: Order in the House, please.

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: جی، میڈم! سب سے پہلی بات کہ ممبر صاحب نے بات کی Number of Universities and Colleges یا Number of schools کے بارے میں کے بارے میں، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اس دن ان کے نواز شریف صاحب جب آئے تھے تو جلسے میں انہوں نے کہا کہ جی کہاں ہیں سکول، ہمیں تو نظر نہیں آرہے، پھر وہ مریم بی بی اٹھیں تو انہوں نے کہا کہ جی ایک سکول بھی نہیں بنا، میں نے اس دن پروگرام میں لسٹ دکھائی اور وہ میں ان کو بھی دے دوں گا اور ڈاکٹر معید پیرزادہ کے ساتھ، میں نے ان کے ساتھ، اس کے پاس لسٹ چھوڑی کہ یہ آپ کے پاس امانت ہے، 843 سکولز Brand new بنے ہیں، 843 سکولز Brand new، 1500 سکولز۔۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامیاں)

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: سکولز ہم یہاں اسمبلی میں نہیں لا سکتے، آپ کو دکھادیں گے، آپ حوصلہ کریں نا، حوصلہ کریں۔۔۔۔

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز جواب سنیں، آپ ذرا سن لیں پھر بات کرلیں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: 1500 سکولوں کی اپ گریڈیشن ہوئی ہے 1500 سکولوں کی، ٹوٹل ساڑھے چوبیس سو سکولز کی اپ گریڈیشن اور نئے سکولز ملا کر، اور 480 سکولز ایسے تھے جو کہ پرانی گورنمنٹ میں بند تھے کسی بھی وجہ سے دس سال، پانچ سال، بیس سال، 480 سکولز دوبارہ سے فنکشنل ہوئے ہیں، نان فنکشنل سکولز فنکشنل ہوئے ہیں، یہ ٹوٹل ملا کر تقریباً تین ہزار سکولز بنتے ہیں، اب یہ اگر کہتے ہیں لسٹ ان کو چاہیئے، میں ان کو لسٹ دے دوں گا لیکن ان کی مہربانی ہوگی کہ، پھر کہتے ہیں کہ مجھے کیوں نکالا؟ اب آپ کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہے، آپ کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہے اور آپ کو جب کوئی بتاتا ہے تو آپ سننے کو تیار نہیں ہیں تو پھر آپ کے ساتھ ہم کیا کریں کہ جی کہاں ہیں وہ تین سوڈیمز؟ تو میں نے کہا یہ میں رائیونڈ لے کر آؤں آپ کے پاس وہاں تین سوڈیمز؟ آپ آئیں وہاں پر، ہم آپ کو دکھا دیتے ہیں، یہ

جتنے ممبرز ہیں، ان کو میں دکھا دیتا ہوں 843 سکولز، 1500 سکولوں کی اپ گریڈیشن اور 480 سکولز، نان فنکشنل سکولز، بند سکولز اس گورنمنٹ میں دوبارہ چالو ہوئے ہیں، اس میں ایجوکیشن چل رہی ہے۔ اس کے علاوہ جو اکثر سننے میں آتا ہے کہ جی اتنے Number of Schools بنے یا اتنے، دیکھیں کہ جس سکول میں ٹیچر نہ ہو، جس سکول میں Facilities نہ ہوں تو وہ تو سکول نہیں ہے، وہ تو ایک بلڈنگ ہے۔ اب ایسی بہت سی بلڈنگیں تھیں جن میں ٹیچر نہیں تھا، جن میں فرنیچر نہیں تھا، جن میں بجلی نہیں تھی، جس میں باتھ رومز نہیں تھے، ان بلڈنگز کو ہم نے سکول بنایا ہے، پہلے صرف بلڈنگیں تھیں، ان کو سکولز بنایا ہیں اور بابک صاحب جو بات کر رہے ہیں کہ جی یونیورسٹی میں کچھ نہیں ہوا اور یہ الزام لگا رہے ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا، ولی خان یونیورسٹی میں نیب کے تیرہ کیسز چل رہے ہیں، ہم نے نہیں بنائے، تیرہ کیسز اس پر Illegal appointments کے، Financial corruption کے، جو آپ سوچ سکتے ہیں جو گند ہو سکتا ہے، وہ وہاں پر ہوا اور اس کے خلاف وہاں پر کیسز چل رہے ہیں، میں نہیں کہہ رہا یہ نیب سے آپ ریکارڈ منگوالیں، وہ آپ کو بتادے گا۔ پھر کہتے ہیں کہ جی ہم نے اتنی یونیورسٹیاں بنائیں، تو یونیورسٹیاں اسلئے آپ نے بنائیں کہ وہاں پر آپ اپنی پارٹی کے ورکروں کو بھرتی کریں، یونیورسٹیاں اسلئے آپ نے بنائیں کہ وہاں پر کروڑوں روپے کی کرپشن ہو، میرے خیال میں یونیورسٹیاں اس وجہ سے نہیں بنی چاہئیں۔ جو موجودہ یونیورسٹیاں ہیں، ان کو اگر ہم ٹھیک کرلیں تو یہ بھی بہت زبردست کام ہوگا۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: میرا خیال ہے جی، شاہ فرمان اینڈ بابک صاحب! ایک کوئسچن میں کرتی ہوں کہ یہ سوال 5722 بابک صاحب کے کہنے کے مطابق نوٹس دے دیا ہے کہ باقاعدہ Like it should be for discussion، تو اگر ڈسکشن کیلئے ہم لے لیں تو پھر تو I think کہ اب آج ڈسکشن نہیں کریں۔

<u>جناب سردار حسین</u>: میڈم! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں، بہت مختصر۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: نو ډسکشن غواړئ په دې باندې نوټس خو۔۔۔۔

<u>جناب سردار حسین</u>: میڈم! بس ایک منٹ، میں جواب دوں گا۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: چلیں، ایک منٹ لے لیں، اوکے۔ بلہ ورځ به ایږدو په دې ورځ خو ډسکشن نشی کیدې کنه۔

<u>جناب سردار حسین</u>: شکریہ میڈم سپیکر۔ دیکھیں میں تو ابتدائی دن سے ہی یہی ریکویسٹ کرتا رہا ہوں حکومتی وزراء سے کہ جو بھی وزیر اٹھتا ہے تو ایسا تاثر مل رہا ہے کہ شکر ہے کہ تحریک انصاف کی حکومت آئی،

ایڈورڈ کالج آپ لوگوں نے بنایا، قلعہ بالاحصار آپ لوگوں نے بنایا، لیڈی ریڈنگ ہسپتال آپ لوگوں نے بنایا، پشاور یونیورسٹی آپ لوگوں نے بنائی، یعنی یہ تاثر انتہائی غلط ہے، یہ کہنا کہ آپ لوگوں نے کچھ نہیں کیا، یہ بھی غلط ہے لیکن یہ بار بار اٹھنا اور یہ تاثر دینا کہ ماضی میں، ماضی میں، ماضی میں بڑے بڑے نام ہیں، بڑے بڑے نام ہیں صوبے کے۔۔۔۔۔

جناب محمود جان: معصوم شاہ، معصوم شاہ۔

جناب سردار حسین: وہ جہانگیر ترین سے اتنا، وہ جہانگیر ترین سے بڑا نہیں ہے، معصوم شاہ جہانگیر ترین سے بڑا نہیں ہے، پانامہ میں، پانامہ میں اے این پی کے کتنے لوگ ہیں اور جو خود کو فرشتے کہتے ہیں، ان کے کتنے لوگ ہیں، یہ ذرا بتائیں۔۔۔۔۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): یہ سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اچھا، یہ شاہ فرمان۔۔۔۔۔

جناب سردار حسین: بالکل سارا کچھ ہے، مجھے موقع، میڈم! نہیں اس طرح نہیں چلے گا، دیکھیں اس ماحول کو اگر آپ لوگ خراب کروگے تو پھر یہ یاد رکھیں، یاد رکھیں اس صوبے کی یہ روایت ہے، میڈم! یہ Matter نہیں کرتا کہ کون حکومت میں ہے اور کون اپوزیشن میں ہے، ہونا یہ چاہیئے کہ 'ٹو دی پوائنٹ' بات ہو تو میرے خیال میں ماحول خراب نہیں رہے گا، لہذا اسی چیز پر اکتفاء کرتے ہیں، یہ Matter ہی نہیں کرتا کہ ہم یہاں پر پانچ لوگ بیٹھے ہیں اور آپ لوگ اکثریت میں ہیں، یہ ذہن میں رکھیں۔ میرے خیال میں یہ ماحول خراب نہ کریں ماحول خراب نہ کریں، جو کچھ آپ لوگ کر رہے ہو Definitely اس کا کریڈٹ لے لیا کرو لیکن اپنی کارگزاری سے زیادہ تنقید سے ہٹ کر تذلیل پر اگر آپ اتروگے تو میرے خیال میں اس سے سخت جواب آپ کو ملے گا، یہ میں بتاؤں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے، شاہ فرمان اور اس کے بعد میں یہ کو ئسچنز بند کروں گی۔ شاہ فرمان!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ میڈم سپیکر۔ جو معاملہ زیر بحث ہے، ہر گورنمنٹ کی اپنی پالیسی ہوتی ہے، اگر سکول کے اوپر اعتراض ہے کہ سکول نہیں بنے تو چالیس ہزار ٹیچرز بھرتی ہوئے اور سترہ ہزار مزید بھرتی ہونے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ستاون ہزار ٹیچرز شارٹ تھے تو سکولز موجود نہیں تھے بلڈنگز موجود تھیں، جس طرح منسٹر صاحب نے بات کی، ایک ہزار سے اوپر لیکچررز بھرتی ہوگئے، ایک ہزار سے اوپر لیکچررز بھرتی ہوگئے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس خیبر پختونخوا کے اس چھوٹے صوبے میں اگر

ایک ہزار لیکچررز کم ہیں تو بلڈنگز کا تو ہم شاید کہہ سکیں کہ بلڈنگز بنی ہوں شاید بلڈنگ بھی نہ بنی ہوں، کرائے کی بلڈنگ میں کوئی یونیورسٹی بنی ہو لیکن اس کو میں کبھی یونیورسٹی نہیں کہتا کہ اگر اس کے اندر پورے صوبے میں ہزار سے زیادہ ٹیچرز کم ہوں۔اسی طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ آر ایچ سیز یا ہاسپیٹلز نہیں بنے لیکن اگر ساڑھے تین ہزار ڈاکٹرز شارٹ ہوں تو آپ ڈاکٹر صاحبہ! آپ نہیں کہہ سکتیں کہ ہاسپیٹلز بنے ہیں، ہماری پالیسی یہ ہے، حالانکہ جو کرنٹ سائیڈ پر ہمارا بجٹ چلا گیا، ترقیاتی بجٹ کم ہو گیا کرنٹ پر چلا گیا لیکن جس کے اوپر عوام کا پیسہ خرچ ہو گیا تھا اس کو فنکشنل بنانے کیلئے ہم نے نیک نیتی سے کام کیا اور آج میں بابک صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ اگر کہیں آپ نے سکول بنائے یا اگر آپ نے یونیورسٹی بنائی تو آپ کے بنائے ہوئے سکولز Statistical detail تو منسٹر صاحب نے آپ کو دے دی، آپ کی بنائی ہوئی یونیورسٹی کو ہم نے یونیورسٹی بنایا، آپ کے بنائے ہوئے سکول کے اندر ہم ٹیچر لے کر گئے ہیں، آپ کے بنائے ہوئے ہاسپیٹلز کے اندر ہم ڈاکٹرز لے کر گئے ہیں، تو لہذا جو ہمارے اوپر Burden تھا، اب ڈویلپمنٹل کام کی حیثیت سے آپ دیکھ لیں کہ کرنٹ سائیڈ کے اوپر کتنا بجٹ خرچ ہو گیا اور اس سے ہم کتنا ڈویلپمنٹل کام کر سکتے تھے، لہذا فرق صرف یہ ہے کہ نمبر گیم نہیں ہے، اس کے باوجود ساڑھے آٹھ سو سکولز منسٹر صاحب نے آپ کے سامنے بات رکھ دی، مقصد یہ ہے کہ اگر قوم کا پیسہ کسی بھی ادارے کے اوپر خرچ ہوا ہے تو اس کو وہ ادارہ بنانے میں پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے اپنا Role ادا کیا ہے۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Thank you, thank you. Next Question, Aamna Bibi, Aamna Sardar, Aamna Sardar, please-----

<u>جناب جعفر شاہ</u>: میڈم! ما ھم خبرہ کول غوښتل۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: یہ 'کوئسچنز آور' ختم ہو جائے، لوگوں کے کوئسچنز رہ جائیں گے، آمنہ سردار، 5724۔

<u>محترمہ آمنہ سردار</u>: شکریہ میڈم، 5724، میرے پاس 5733 کھلا ہوا ہے۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: جی۔

* 5724 _ <u>محترمہ آمنہ سردار</u>: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبے کی مختلف یونیورسٹیوں میں ملاکنڈ ڈویژن کے طلباء کیلئے وفاق اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے فیس معافی کا اعلان کیا گیا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن کے طلباء و طالبات کو فیس واپس کی گئی ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو 2013 سے لے کر اب تک پشاور یونیورسٹی میں جن طلباء و طالبات کو فیس واپس کی گئی ہے، ان کے نام بمعہ ڈیپارٹمنٹ اور طلباء و طالبات کو واپس شدہ فیس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں، پشاور یونیورسٹی کو وفاقی حکومت کی جانب سے فیس معافی کا اعلان کیا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن کے طلباء و طالبات کو فیس واپس کی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

محترمہ آمنہ سردار: جی میڈم! شکریہ میڈم۔ میڈم! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ صوبے کی مختلف یونیورسٹیوں میں ملاکنڈ ڈویژن کے طلباء و طالبات کیلئے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے فیس معافی کا اعلان کیا گیا تھا، انہوں نے کچھ ڈیٹیلز دی ہیں لیکن میڈم! اس میں کچھ میرے اعتراضات ہیں۔ تمام طلباء کو فیسیں واپس نہیں ہوئیں تو یہ اگر کمیٹی کو ریفر ہو جائے تو ذرا وہاں پر آرام سے بات اس پر ہو سکے گی کیونکہ یہ بہت Important ہے، بہت سارے سٹوڈنٹس ہمارے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ بالکل یہ فیسیں واپس نہیں ہوئیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی مشتاق غنی صاحب!

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): میڈم! یہ جو میری بہن نے بات کی ہے، یہ Reimbursement of fee کا جو سلسلہ تھا، یہ جنوبی اضلاع کیلئے تھا اور ایک کالا ڈھاکہ کیلئے اور ملاکنڈ ڈویژن کیلئے تھا اور یہ ساری یونیورسٹیوں میں اس کیلئے تھا اور ان سب کو Reimbursement ہوئی ہے جو کہ ان علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اور جن کا یہ حق بنتا تھا، میرے پاس وہ ریکارڈ ہے اور وہ ریکارڈ ہم نے Submit کر دیا ہے، اگر میری بہن کے پاس کوئی ایسے نام ہیں جو یہ سمجھتی ہیں کہ وہ ان کو Reimbursement نہیں ہوئی تو مجھے وہ لسٹ دے دیں، ہم ان کو پہلے تو Inquire کر لیں گے اس یونیورسٹی سے کہ کیوں نہیں دے دی گئی؟ اور یا وہ Fake ہے، اگر واقعی نہیں دیا گیا تو ہم ان کو دلائیں گے جو ان کا حق ہے۔ اگر باقی بچوں کو مل سکتا ہے اور ان کو نہیں مل سکا، Sometimes due to some clerical mistakes بھی ہو سکتا ہے کسی یونیورسٹی سے اور یہ زیادہ کیسز ہوں گے نہیں، شاید ان کے

پاس کوئی دو چار پانچ دس کیسز ہیں تو مجھے بتادیں، ادھر وہ ساری یونیورسٹیوں والے آئے ہوئے ہیں اور میں یہیں ان سے ان کی بات کروا دیتا ہوں تاکہ ان کو بھی وہ پیسے ملیں جو باقیوں کو ملے ہوئے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی تھینک یو۔ آمنہ بی بی! آپ کے پاس جتنے نام ہیں، وہ منسٹر صاحب کے پاس لے جائیں پھر۔

محترمہ آمنہ سردار: میڈم! جعفر شاہ صاحب کے پاس وہ تمام ناموں کی لسٹ ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کن کے پاس؟

محترمہ آمنہ سردار: میڈم! جعفر شاہ صاحب کے پاس۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جعفر شاہ صاحب کے پاس، جی جعفر شاہ صاحب!

جناب جعفر شاہ: تھینک یو میڈم سپیکر، ٹائم دے دیا آپ نے آخر کار۔ اس طرح ہے کہ یہ میں میڈم کا مشکور ہوں کہ اس میں کافی مسائل آرہے ہیں اور ہمارے ساتھ رابطہ کر رہے ہیں سٹوڈنٹس، سب کو یہ نہیں مل رہا، تو میں بھی Endorse کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ ہم اس کو ڈیٹیل ساتھ، Through out ہم اس کو دیکھ لیں اور جہاں پر کمی ہے اس کو پورا کریں۔ ایک اور میری گزارش مشتاق غنی صاحب سے یہ ہوگی میڈم سپیکر! کہ جو فضل غفور صاحب نے کہا کہ تعلیمی معیار یقیناً گر رہا ہے اور ہماری پوزیشن پانچویں تک پہنچی ہے Ranking میں، پاکستان میں ہم آزاد کشمیر سے بھی پیچھے ہیں، میں دو باتیں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کہتے ہیں یہ کہ میرٹ پر سلیکشن ہوئی اور سرچ کمیٹی نے سلیکشن کی تو ہائی کورٹ نے کیوں ان پر اعتماد کا اظہار نہیں کیا اور ان کے اسلامیہ کالج یونیورسٹی کے پروفیسر کو، لیکچرر کو، وائس چانسلر کو انہوں نے کہا کہ غلط ریکروٹمنٹ ہوئی ہے۔ دوسری بات، باچا خان یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے خلاف ایسے الزامات آرہے ہیں کہ میں یہاں اس فورم پر ڈسکس نہیں کر سکتا اور وہ بالکل ان کے عدالت میں کیسز چل رہے ہیں، ان کے اسلام آباد ہائی کورٹ میں کیسز چل رہے ہیں تو کیا یہ میرٹ ہے میڈم! یہ ذرا وضاحت کر دیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ مشتاق غنی صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم! میں صرف اسی سپلیمنٹری کا جواب دینے کا پابند ہوں جو اس کوسچن سے Related ہے۔ اس کوسچن میں مسئلہ ہے فیسوں کا تو اس کے بارے میں کوئی چیز ہے تو وہ مجھ سے پوچھیں اور اگر کوئی اور چیز انہوں نے کسی یونیورسٹی کے بارے میں پوچھنی ہے تو اس کیلئے نیا کوسچن دے

دیں کہ ہم کر لیں اور اس کا جواب بھی آ جائے گا، آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ آپ نے باچا خان یونیورسٹی کے بارے میں بات کی ہے، اگر آپ کے پاس ایسے کوئی ثبوت ہیں جو کہ ہم تو ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ ہمیں ثبوت ملے، اگر اس کے پاس کوئی چیز ہے، ہم فوراً انکوائری کریں گے اور میں آپ کو ایشورنس دیتا ہوں کہ ہم سمری موو کرنے میں ایک منٹ کی تاخیر نہیں کریں گے اور Remove کریں گے، اگر کوئی ایسا بندہ آ گیا ہے کسی یونیورسٹی کے اندر، تو ثبوت ہونا چاہیئے بہر کیف یہ ثبوت نہیں ہوتا، بعض اوقات وہیں سے لیکچررز اٹھتے ہیں، کسی کی اپوائنٹمنٹ نہیں ہو سکتی، وہ وی سی کے خلاف ایک لمبی چیزیں لے کر آ جاتے ہیں، کسی سٹوڈنٹ کا کوئی ایشو ہوتا ہے، وہ وی سی کو ٹارگٹ کرنا شروع کر دیتا ہے، تو جو کوسچن ہے تو اس کا جواب آپ کو مل گیا، اگر نام آپ کے پاس ہے تو ابھی میرے ساتھ یونیورسٹی آف پشاور کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی آپ ان کو یہیں پر ہم ان کو Reimbursement کرواتے ہیں باقی Politics ہیں تو Politics، Politics کے ساتھ چلے گی۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: جی۔

<u>محترمہ آمنہ سردار</u>: میڈم! آج میرے خیال میں مشتاق غنی صاحب زیادہ سیاست کرنے کے موڈ میں ہیں، جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ جس طریقے سے وہ بات کر رہے ہیں، آج لگ رہا ہے کہ وہ سیاست کر رہے ہیں تو ہم یہاں سیاست کرنے نہیں کھڑے ہوئے ہیں، ہم یہاں پر Issues resolve کرنے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ بہت غلط طریقہ ہے، جس طریقے سے وہ بات کر رہے ہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے جواب دینے کا۔ ہم Issues resolve کرنے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں، ملاکنڈ میرا علاقہ نہیں ہے، اس کے باوجود میں کوسچن لیکر آئی ہوں کہ یہ مجھے سٹوڈنٹس نے Approach کیا ہے اور کوئی دو چار سٹوڈنٹس نے Approach نہیں کیا، تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ہمیں اس طرح جواب دینے کا، (مداخلت) نہیں، آپ سیاست کی بات کر رہے ہیں۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: آپ مجھے بتا دیں کہ جو نام ہیں، ہم پشاور یونیورسٹی والے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم ان کو یہی پر Reimbursement کرواتے ہیں اور انکوائری بھی کرتے ہیں کہ ان کو کیوں نہیں ملا؟ اب آپ کو Satisfy، میں نے آپ کی بات کے اوپر بات نہیں کی، میں نے جعفر شاہ صاحب کی بات کے اوپر بات کی ہے کہ بھئی جب ایک چیز کا جواب آ رہا ہے، اب انہوں نے ایک نیا کوسچن چھوڑ دیا ہے، آپ تو Relevant Question کے اوپر بات کر رہی ہیں۔ آپ مائنڈ نہ کریں، جعفر شاہ صاحب سے میں نے

بات کی کہ کو ئسچن اگر اور کوئی آپ نے کرنا ہے باچاخان (یونیورسٹی) کا یا دوسرا، تو آپ نیا کو ئسچن لے کے آ جائیں، آپ کی بات نہیں ہو رہی ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: میڈم سپیکر! یہ کمیٹی کو ریفر ہونا چاہیئے، اس میں آپ کو ثبوت بھی ملیں گے، اس میں آپ کے سٹوڈنٹس بھی آئیں گے باقاعدہ ہم کو جن سٹوڈنٹس نے Approach کیا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق غنی صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: جی، ٹھیک ہے۔

Madam Deputy Speaker: Is it the desire of the House that the Question, asked by the honourable Member, may be referred to the Committee concerned? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The Question is referred to the concerned Committee. Ji, next Question,

آمنہ بی بی! آپ کا ہی ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: جی شکریہ، میڈم۔ میڈم! میں نے یہ کو ئسچن کیا تھا، اس کا جواب کافی Detailed جواب ہے، چونکہ آج ہی مجھے کو ئسچن دیکھنے کا اتفاق ہوا تو یہ کلیئر نہیں ہے، میرے پاس جو کمپیوٹر میں کاپی موجود ہے، یہ بالکل کلیئر نہیں ہے، تو اگر مجھے اس کی ہارڈ کاپی مل جائے تو میں گزارش کروں گی آنریبل منسٹر سے کہ وہ اس کو دوبارہ اگر کسی وقت لے لیں کیونکہ میرے پاس بالکل کلیئر کاپی نہیں ہے اور میں نہیں پڑھ سکتی اس کو۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اچھا، اوکے۔

محترمہ آمنہ سردار: سر! پلیز اس کو دوبارہ، میں آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: تھینک یو جی، بہت شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، نیکسٹ کو ئسچن، معراج بی بی! معراج ہمایون!

* 5726 _ محترمہ معراج ہمایون خان: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ آف آرکائیوز ولائبریریز کی زیر نگرانی پشاور میں کوئی انٹرنیٹ کیفے قائم ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو درست پتہ بتایا جائے؛

(ج) اس سہولت سے کتنے عوام خصوصاً خواتین مستفید ہو رہی ہیں؛

(د) اس سہولت پر ماہانہ کتنا خرچہ ہوتا ہے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) (i) ڈائریکٹوریٹ آف آرکائیوز و لائبریریز پشاور۔

(ii) انٹرنیٹ سیکشن سے تقریباً 320 سے 400 مرد جبکہ 80 سے 120 خواتین ماہانہ بنیاد پر مستفید ہو رہے ہیں۔

(iii) مذکورہ سیکشن کا ٹیلیفون بل اور کمپیوٹر سٹیشنری خریداری کی مد میں ماہانہ خرچہ تقریباً -/6780 روپے جبکہ انٹرنیٹ سیکشن کو چلانے کیلئے کمپیوٹرز کی خریداری بجلی اور درکار عملہ (جو کہ ایک کمپیوٹر آپریٹر اور نائب قاصد پر مشتمل ہے) کی تنخواہوں کی ادائیگی کا خرچہ ریگولر بجٹ سے پورا کیا جاتا ہے۔

محترمہ معراج ہمایون خان: ډیره مهربانی، میډم سپیکر! ما ته خو ډیره مسئله لګی، ریډنګ کول، یو خو دومره وړوکې پرنټ دے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دا کمپیوټر والا، Please help Meraj Bibi۔ دا لیټرز ورله لږ غټ کړئ، کمپیوټر والا څوک شته؟

محترمہ معراج ہمایون خان: زه دا انګلش کښې Read out کوم۔ میډم! زما اوریجنل کوئسچن په انګلش کښې وو، هغه دوئ Translate کړے دے، هغه سکرپټ ئے دومره وړوکې دے چې هغه کتلې نشي۔

Will the Minister for Higher Education state that:

(a) Has the Directorate of Libraries and Archives set up an internet café in Peshawar;

(b) If the answer is ‘Yes’, the exact location may be given;

(c) How many people especially girls benefit from the facility;

(d) Details of expenditure on management of the facility may be given?

میډم! دا دیکښې ئے ټول ګپ لګولے دے، هغه د Answer نه دا سې لګی چې There is nothing happening، هغه د دوئ خپله دا Responsibility ده، وائی چې دا Put on their website، ما د هغې نه دا کوئسچن اخستے دے And I don’t think that anything is happening. It’s a very important

issueځکه چې مونږه ټیکنالوجي پروموټ کوو، یو طرف ته مونږه وایو چې مونږه ټیکنالوجي پروموټ کوو او دلته کښې فنډز Available دي دوئ سره او Responsibility ورکړې شوې ده آرکائیوز له، نو آرکائیوز باندې داسې لګې چې نه څه مانیټرنګ کیږي د هائر ایجوکیشن سائیډ نه، مونږه خبرې کوو خو لائیبریریز او آرکائیوز هغه سیکشن چې کوم دے، هغه Totally neglected دے ځکه چې هسې هغه Expenditures کښې فګرز ئې ورکړي دي۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی مشتاق غنی!

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم:</u> میڈم! ان کے سوال کا بڑا کلیئر جواب اس میں موجود ہے کہ یہ جو ہمارا وہاں پر انٹرنیٹ کیفے قائم ہے آرکائیوز کے اندر، اس میں تین سو بیس سے چار سو کے قریب انہوں نے ڈیٹیل دی ہے کہ مرد حضرات آ کے مستفید ہوتے ہیں اور اسی سے ایک سو بیس تک خواتین اور دوسرا انہوں نے اس کا Expenditure پوچھا ہے، ان کو جواب دیا گیا کہ اس پر جو چھوٹا Expenditure ہے سٹیشنری، ٹیلیفون کالز وغیرہ، یہ -/6780 ہے باقی جو سٹاف کی سیلری ہے، وہ تو ان کو اس میں آتی ہے، ریگولر بجٹ سے آتی ہے، تو اگر یہ سمجھتی ہیں کہ یہ غلط ہے اور وہاں پر کام نہیں ہو رہا تو اس کو کوسچن کو پینڈنگ کر دیں اور آپ کل جا کے وزٹ کریں اور آپ دیکھیں کہ واقعی اگر غلط ہے تو بالکل اس کے بعد آپ کی مرضی ہے، آپ فلور پہ آ کے اس کا جواب دے دیں گی۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی، معراج بی بی!

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم:</u> یہ آپ اس کو خود Inspect کر لیں جا کے۔

<u>محترمہ معراج ہمایون خان:</u> تھینک یو میڈم۔ منسٹر صاحب نے Answers تو دیئے ہوئے ہیں، Answers تو موجود ہیں لیکن Answers جو ہیں، وہ بہت ہی Vague ہیں اور مفروضہ پر ہیں کہ تقریباً 240 سے 300، تو ان کے پاس کوئی سسٹم نہیں ہے کہ ایک بندہ آتا ہے، وہاں رجسٹرڈ کرتا ہے، کتنی Capacity ہے اس انٹرنیٹ کیفے کی، کتنے کمپیوٹرز رکھے ہوئے ہیں، کیا کچھ چارجز ہیں کہ نہیں ہیں؟، هغه نه دے، منسٹر صاحب خود ذرا Investigate کر لیں، خیر ہے میں Satisfied ہوں، منسٹر صاحب اس کو ذرا Investigate کریں اور یہ پھر سے کوسچن لے آئیں گے اور مجھے ذرا ڈیٹیل دے دیں، میں خود بھی کروں گی لیکن منسٹر صاحب۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> منسٹر صاحب، مشتاق غنی صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم! ہم آپ کے ساتھ مل کر اس کا اکٹھے وزٹ کریں گے تاکہ اگر کوئی Deficiency ہے، ہم اس کو ٹھیک کر سکیں جو بھی ہے، موقع پر Decision کریں آپ، ٹائم رکھ لیتے ہیں، آپ اور میں دونوں وزٹ کر لیتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: چلیں اوکے، آپ دونوں ایک جگہ جائیں، وہاں پر پتہ چل جائے گا۔ اوکے جی، نیکسٹ کوئسچن، آمنہ سردار!

محترمہ آمنہ سردار: ایک منٹ، جی شکریہ۔ میڈم! 57-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: 5728۔

* 5728 _ محترمہ آمنہ سردار: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ اکرم خان درانی کالج بنوں میں پرنسپل نے ایک جرائم پیشہ شخص کو BPS-17 میں ایڈمن آفیسر تعینات کیا ہے جو کہ پرنسپل کا Brother in law ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس کی تعیناتی کے طریقہ کار کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ کالج ہذا کی فوری ضرورت کے پیش نظر مسمی تعظیم اللہ جان (برادر نسبتی آف پرنسپل، اے کے ڈی سی) کی خدمات عارضی بنیاد پر بعوض فکسڈ تنخواہ مبلغ -/25000 روپے ماہوار مورخہ 10 اکتوبر 2015 سے حاصل کی گئی ہیں، ایڈمن آفیسر کی پوسٹ بنیادی پے سکیل BPS-16 میں ہے نہ کہ بنیادی پے سکیل BPS-17 میں۔ مسٹر تعظیم اللہ جان نے اپنے ذاتی گھریلو مسائل کی بنیاد پر بذریعہ درخواست مورخہ 23/09/2017 سے مزید ملازمت / کام کرنے سے معذرت کی تھی جس کی بناء پر کالج انتظامیہ نے اس کو بحوالہ دفتری حکم نامہ No.5751/AKDC,Bannu مورخہ 23/09/2017 سے ملازمت سے فارغ کر دیا ہے۔ (کاپی ایوان کو فراہم کی گئی)

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ پرنسپل اکرم خان درانی کالج بنوں بورڈ آف گورنرز کے منظور شدہ قوانین کے تحت عارضی، کنٹریکٹ اور Contingent بنیادوں پر بھرتی کرنے کا مجاز آفیسر ہے جس کیلئے پالیسی بھی پرنسپل ہی نے ترتیب دینی ہوتی ہے۔ (کالج سروس رولز) لف ہیں جو کہ ایوان کو فراہم کی گئی۔ پرنسپل کے رشتہ داروں کی ملازمتوں یعنی کام کرنے پر اور موزوں ہونے اور پاکستان کے باقاعدہ شہری

ہونے کے ناطے کوئی قانونی پابندی نہیں ہے۔دوسرا یہ کہ مسمی تعظیم اللہ جان کسی عدالت سے ثابت شدہ مجرم نہیں ہے، نہ اس کے خلاف کسی جرم کے مرتکب ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: جی میڈم! یہ ایک سوال تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ اکرم درانی کالج بنوں میں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں، 5728۔

محترمہ آمنہ سردار: 5728 ہے میڈم!

Madam Deputy Speaker: Okay, okay, yeah, carry on.

محترمہ آمنہ سردار: 5728 ہے۔

Madam Deputy Speaker: Carry on carry on.

محترمہ آمنہ سردار: میڈم! یہ Attachments کھل رہی ہیں، میں Wait کر رہی ہوں جی، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ میڈم! مجھے اس سوال سے اس علاقے کے لوگوں نے بتایا کہ یہ جو بھرتی ہوئی تھی، یہ بالکل ایک غلط طریقہ کار پر ہوئی ہے تو اس کی کوئی صحیح مجھے جواب سمجھ نہیں آرہا ہے کہ یہ کیا جواب دیا گیا ہے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کوسچن تو ٹھیک کریں نا، کوسچن نمبر 5728۔

محترمہ آمنہ سردار: 5728، اکرم درانی کالج؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اکرم درانی کالج، یہ سیکرٹری صاحب۔۔۔۔۔

محترمہ آمنہ سردار: اچھا اس میں انہوں نے بتایا ہوا ہے کہ جس کی میں نے شکایت کی ہے، اس کو فارغ کر دیا گیا ہے لیکن میری اطلاع کے مطابق تھا فارغ نہیں کیا گیا ہے، اس کی پھر مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ اب میں کیسے تحقیق کروں، اس کا پھر دوبارہ پتہ کرواؤں تب ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ جو جواب دیا گیا ہے، 23/09/2017 تو سر! میرا سوال کافی پہلے سے ہے، میرا سوال اس Date سے کافی پہلے کا تھا تو شاید اس سوال کے جانے کے بعد اس کو فارغ کر دیا گیا ہو۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Aamna Bibi. Next Question No. 5730, Aamna Bibi!

* 5730 _ محترمہ آمنہ سردار: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم کی لیپ ٹاپ سکیم کے ذریعے پشاور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کو لیپ ٹاپس فراہم کئے گئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سکیم کیلئے یونیورسٹی انتظامیہ کی جانب سے کیا طریقہ کار اپنایا گیا ہے، نیز 2013 سے لیکر اب تک جن طلباء و طالبات کو مذکورہ سکیم سے لیپ ٹاپس دیئے گئے ہیں، ان کے نام بمعہ ڈیپارٹمنٹ کی تفصیل ایئر وائز فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) یہ سکیم 14-2013 میں اس عزم کے ساتھ شروع کی گئی تھی کہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں پڑھنے والے طلباء کے درمیان ایک لاکھ لیپ ٹاپس تقسیم کئے جائیں گے، ایچ ای سی کو یہ تمام ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اوپن بولی کے ذریعے لیپ ٹاپس کو خریدے گا اور پھر ان کو تقسیم کرنے کا طریقہ کار بھی وضع کرے گا۔ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ہدایت کے مطابق حکومت پاکستان نے ملک کے بیشتر پبلک سیکٹر تعلیمی اداروں اور آزاد جموں و کشمیر کے ہونہار طلباء میں لیپ ٹاپس کی تقسیم کا ایک قومی پروگرام کا آغاز کیا، یہ سکیم وزیر اعظم یوتھ پروگرام FY 2013-14 کا حصہ ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن اس سکیم کے تحت لیپ ٹاپس کی تقسیم اور حصول کیلئے طریقہ کار، اصول اور اگلے مراحل میں جانے کے متعلق طریقہ کار وضع کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت ان تمام طلباء کو جو ایچ ای سی سے منظور شدہ کسی بھی پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں یا ڈگری دینے والے اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو ان کو میرٹ کے مطابق لیپ ٹاپ بمعہ بیگ اور ای وی او ڈیوائس فراہم کرے گا۔ مزید برآں اس میں 5% کوٹہ ان طلباء کیلئے مختص کیا گیا ہے جو پاکستان یا آزاد جموں و کشمیر کے گورنمنٹ صنعت و حرفت سے وابستہ اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) وزیر اعظم کے نیشنل لیپ ٹاپ سکیم کے پراجیکٹ مینجمنٹ نے پرائم منسٹر لیپ ٹاپ سکیم کو تمام ضروری قومی اخبارات میں شائع کیا ہے اور تمام یونیورسٹیوں سے وابستہ طلباء خود ایچ ای سی کے ویب سائٹ جو کہ pmnls.hec.gov.pk ہے، پر درخواست دے سکتے ہیں۔ ایچ ای سی ان تمام طلباء کا ریکارڈ متعلقہ یونیورسٹیوں کو جانچ پڑتال کیلئے بھیج دیتی ہے۔ متعلقہ ٹیچنگ سٹاف اس ریکارڈ کی جانچ پڑتال Online login کے ذریعے کرتا ہے جو ایچ ای سی نے مرکزی شخص کو دی ہوتی ہے جس کے بعد ایچ ای سی پروویژنل میرٹ لسٹ نکالتی ہے۔ اگر کسی طالب علم کو کسی قسم کی شکایت ہو تو وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جا کر اس کو درست کروا سکتا ہے اور پھر اس ریکارڈ کو ایچ ای سی درستگی کیلئے بھیج دیا جاتا ہے۔ آخر کار ایچ ای سی فائنل میرٹ لسٹ نکالتی ہے اور طلباء کو ایس ایم ایس یا ای میل بھیج دی جاتی ہے جس کی بنیاد پر وہ لیپ ٹاپ یونیورسٹی انتظامیہ سے متعین تاریخوں میں وصول کر سکتے ہیں۔ اسی اثناء میں ڈائریکٹر ایڈمشن اپنے

نمائندوں کو ایچ ای سی کے آن لائن سسٹم کے ذریعے تمام ڈیٹا چیک کرنے کیلئے مامور کر دیتا ہے اور تمام لوازمات کی تصدیق کے بعد طلباء کو لیپ ٹاپ دے دیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: میڈم! یہ کوسچن، میری گزارش ہو گی کہ اس میں بھی پرابلمز ہیں، لیپ ٹاپ سکیمز کے اوپر جو دیا گیا تھا، اس کو بھی اگر ہم کمیٹی کے حوالے کریں تو یہ زیادہ بہتر طریقے سے وہاں پر ڈسکس ہو سکتا ہے۔ اس میں بہت سارے پرابلمز ہیں، کچھ لوگوں کو لسٹ کے مطابق دیئے گئے، بہت سارے لوگوں کو نہیں دیئے گئے، تو یہ میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق صاحب!

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم!

محترمہ آمنہ سردار: اس کی ڈیٹیلز بہت زیادہ ہیں، پانچ Attachments ہیں، پانچ Attachments میں ساٹھ ساٹھ Pages ہیں۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میڈم! اصولاً یہ کوسچن ہمارا بنتا نہیں ہے۔۔۔۔۔

محترمہ آمنہ سردار: اچھا جی۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: یہ کوسچن بنتا ہے ایچ ای سی کا، کوئی ایم این اے وہاں پر کوسچن کرے تو وہاں سے ڈیٹیل لے لیں۔ چونکہ یہ سارا پراسیس ایچ ای سی کرتی ہے، ایچ ای سی ایڈورٹائز کرتی ہے اور سٹوڈنٹس ایچ ای سی کو اپلائی کرتے ہیں، جو لوگ اپلائی کرتے ہیں، ایچ ای سی ان سے میرٹ بناتی ہے، اسی میرٹ کے مطابق لسٹ وہاں جنریٹ ہوتی ہے، کمپیوٹر وہاں سے آتے ہیں، لیپ ٹاپ، اور جس جس یونیورسٹی کے ہوتے ہیں، سو کمپیوٹر ہیں، تو سو کی لسٹ ساتھ چلی جاتی ہے اور یہ سارا پراسیس۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اذان، اذان ہو رہی ہے، اذان ہو رہی ہے۔

(عصر کی اذان)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی آمنہ بی بی! یہ آپ کا کوسچن تو وہاں پر۔۔۔۔۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: جی میڈم! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ لسٹ وہاں سے آتی ہے اور یہ لیپ ٹاپس بھی وہاں سے آتے ہے یونیورسٹیوں کو اور پھر جو بھی سٹوڈنٹس ہیں، ان میں ایم فل اور پی ایچ ڈی سٹوڈنٹس جو ہوتے ہیں، ان کو تو accommodate 100% کرتے ہیں باقی جو ہیں، وہ جدھر ان کے پاس لیپ ٹاپ

سکیم میں ہیں، نمبر آف لیپ ٹاپس اس کے مطابق وہ میرٹ لسٹ بھیجتے ہیں وہاں سے، ایچ ای سی سے، لوگ ان کو اپلائی کرتے ہیں اور یہاں صرف یونیورسٹی ان کو Hand over کر دیتی ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی آمنہ بی بی! نیکسٹ کوسچن پر جائیں۔

محترمہ آمنہ سردار: میڈم! اس میں آپ دیکھ لیجئے اس کی جو Attachments ہیں، چھ Attachments ہیں اور ہر Attachment میں تقریباً 60 سے 75 pages ہیں اور میں اتنی قابل اور عالمہ نہیں ہوں کہ ایک دن میں سارا کچھ پڑھ لیتی اور ساری ڈیٹیلز دیکھ لیتی۔ اس کو کوسچن کو پینڈنگ کیا جائے یا اس کو کمیٹی کو ریفر کیا جائے کیونکہ کمپیوٹرز یہی پر دیئے گئے ہیں، لیپ ٹاپس دیئے تو یہیں گئے ہیں تو جن لسٹوں کے مطابق نہیں دیئے گئے ہیں، ہماری شکایت یہ ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آمنہ بی بی! آپ خود کہتی ہیں کہ Because the Questions/Answers is so big that you haven't studied it تو What I will suggest کہ You go and study it and then bring it gain if you are not satisfied، ٹھیک ہے۔ Already HEC کا ہے تو آپ نیکسٹ کوسچن پر جائیں، 5733-----

محترمہ آمنہ سردار: جی میڈم۔ میڈم! یہ بھی کافی طویل اس کا جواب ہے، 5733 کا کہ Attachments کھلنے میں پانچ منٹ لگ رہے ہیں، تو اتنے جو کوسچنز ہوتے ہیں، یہ کم از کم ہمیں ایک ہفتہ یا تین دن پہلے دے دیئے جائیں اور Hard copies دے دی جائیں کہ کم از کم ہم پڑھ تو سکیں۔ آپ اگر اس کو کمپیوٹر میں دیکھ لیں تو یہ کلیئر بھی نہیں ہے، یہ Visible بھی نہیں ہے، پڑھنے بھی نہیں ہو رہا ہے۔ اگر آپ خود کسی کو کہہ دیں، کوئی کمپیوٹر والا بتا دیں کہ اتنا Visible بھی نہیں ہے تو مجھے Hard copies دے دی جائیں اور اس کو کوسچن کو پینڈنگ کیا جائے اور مجھے Hard copies provide کی جائیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق صاحب! اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں، وہ بھی سٹڈی کر لیں گی And you study as well، میں آپ کو Hard copies provide کر دوں گی۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: ٹھیک ہے جی، آمنہ بی بی صحیح کہتی ہے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: (سیکرٹری اسمبلی سے) سیکرٹری صاحب! ان کو Hard copies provide کر دیں۔ Next Question, Meraj Humayun Bibi, next Question۔

* 5738 _ محترمہ معراج ہمایون خان: کیاوزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) کیاپورے صوبے میں زنانہ ڈگری کالجز کی تعداد صرف 48 ہے؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ضلع کی سطح پر تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) حکومت کب تک ان کالجز کی تعداد کو بڑھانے کاارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی نہیں، یہ درست نہیں ہے کہ پورے صوبے میں زنانہ ڈگری کالجز کی تعداد 48 ہے بلکہ یہ تعداد 74 ہے جو کہ مزید بڑھے گی۔ ڈگری کالجز (برائے زنانہ) کے علاوہ چھ پوسٹ گریجویٹ کالجز اور دو ہوم اکنامکس کالجز بھی کام کر رہے ہیں، کل زنانہ کالجز کی تعداد 82 ہے جو کہ فنکشنل ہیں۔ ان زنانہ کالجز کے علاوہ (ایف ای ایف) کے دس زنانہ کالجز کا الحاق بحیثیت گورنمنٹ ڈگری کالجز (زنانہ) ہوا ہے۔ علاوہ ازیں زیر تعمیر مزید زنانہ کالجز کی تعداد 26 ہے۔

(ب) جی نہیں، (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے مگر اس کے باوجود ضلعی سطح پر زنانہ ڈگری کالجز کی تعداد، ان کی تفصیل بمعہ ان کے نام اور علاقہ وغیرہ، ایوان کو فراہم کی گئی۔

(ج) حکومت وقت اعلیٰ تعلیم کی ترقی میں خصوصی دلچسپی لے رہی ہے جس کی زندہ مثال ان گرلز کالجز کی تعداد کا بڑھنا ہے جو کہ ہر سال اس تعداد میں اضافہ ضرورت کے مطابق ہوتا رہتا ہے تاکہ اعلیٰ تعلیم میں ضلعی سطح پر گرلز کالجز قائم کرکے عورتوں کو زیادہ سے زیادہ خواندہ کیا جاسکے اور زنانہ اعلیٰ تعلیم کو عام کیا جاسکے کیونکہ جہالت کے اندھیروں کو زنانہ تعلیم ہی کی بدولت دور کیا جاسکتا ہے اور یہ نہ رکنے والا سلسلہ ہے جو کہ مزید بڑھے گا کیونکہ اعلیٰ تعلیم برائے (زنانہ) حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔ مزید برآں زیر تعمیر / زیر کارروائی مزید گرلز کالجز کی تعداد 26 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

S. No.	Name of College	District
01	Govt: Girls Degree College Jalozai	Nowshera
02	Govt: Girls Degree College Tarkha	Nowshera
03	Govt: Girls Degree College Khweshki	Nowshera
04	Govt: Girls Degree College Galyat	Abbottabad
05	Govt: Girls Degree College Adenzai	Dir Lower
06	Govt: Girls Degree College Shahi Khel	Dir Lower
07	Govt: Girls Degree College Mera Kachori	Peshawar
08	Govt: Girls Degree College Badaber Maryamzai	Peshawar
09	Govt: Girls Degree College Ayun	Chitral
10	Govt: Girls Degree College Shal Bandai	Buner

11	Govt: Girls Degree CollegeKhado Khel	Buner
12	Govt: Girls Degree College Risalpur	Nowshera
13	Govt: Girls Degree College Mayar	Mardan
14	Govt: Girls Degree College Rajoya	Abbottabad
15	Govt: Girls Degree College Mandani	Charsada
16	Govt: Girls Degree College Matta	Swat
17	Govt: Girls Degree College Shaidu	Nowshera
18	Govt: Girls Degree College Gujrat	Mardan
19	Govt: Girls Degree College Latambar	Karak
20	Govt: Girls Degree College Lower Tanawal	Abbottabad
21	Govt: Girls Degree College Barawal	Dir Upper
22	Govt: Girls Degree College Khal	Dir Lower
23	Govt: Girls Degree College Spin Tangi	Bannu
24	Govt: Girls Degree College Paharpur	D.I.Khan
25	Govt: Girls Degree College Shakardara	Kohat
26	Govt: Girls Degree College Kotha	Swabi

محترمہ معراج ہمایون خان: تھینک یو میڈم۔ میڈم! یہ میرا کوسچن اس بار کالجز کے بارے میں ہے اور انہوں نے جواب تفصیل سے دیا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ یہاں پر صوبے میں 48 کالجز ہیں وویمن کے، انہوں نے کہا کہ نہیں 48 نہیں ہیں، وہ 74 ہیں اور ساتھ ہوم اکنامکس کالجز بھی ہیں اور چھ اور بھی پوسٹ گریجویٹ، کافی Satisfactory answer دے دیا ہے، ڈیٹیلز میں تو۔۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Meraj Bibi. Next Question is from Maulana Mufti Fazal Ghafoor Sahib that is 5747-----

(Interruption)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: 'کوسچنز آور' ختم ہو گیا ہے، میں ایک دو کوسچنز اور لے رہی ہوں، 'کوسچنز آور' ختم ہو گیا ہے، میں ایک دو کوسچنز اور لے رہی ہوں۔ جی۔

* 5747 _ مولانا مفتی فضل غفور: کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سپورٹس کی مد میں مختلف تعلیمی اداروں کو سپورٹس کی سہولیات دی جا رہی ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سہولیات کیلئے دیا گیا فنڈ پوری شفافیت کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مالی سال 14-2013، 15-2014 اور 16-2015 کے دوران ضلع بونیر میں کس کس تعلیمی ادارے کو سپورٹس سہولیات کیلئے فنڈ ملا ہے اور کس کس مد میں استعمال کیا گیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں، درست ہے۔

(ج) مالی سال 14-2013، 15-2014 اور 16-2015 کے دوران ضلع بونیر میں جن تعلیمی اداروں کو سپورٹس سہولیات کیلئے فنڈ ملا ہے، ان کی استعمال کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

مولانا مفتی فضل غفور: اوو ایمه؟

Madam Deputy Speaker: Ji Ji, carry on.

مولانا مفتی فضل غفور: شکریه میډم! زه خبره مختصره کومه۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

(مداخلت)

مولانا مفتی فضل غفور: (جناب فخر اعظم وزیر رکن اسمبلی کو مخاطب کر کے) اے هلکه! ته لږ کښېنه کنه زړګیه، ستا نمبر را روان دے۔ میډم دا زما څلور کوئسچنز دی جی، یو د سپورټس فنډ متعلق دے، بل د مانیټرنګ متعلق دے، بل د اساتذه او د چھټۍ متعلق دے، بل د مفت کتابونو د تقسیم متعلق دے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: د عاطف خان نه دی۔

مولانا مفتی فضل غفور: بس زه به یو شارټ کټ د دې سره یو سپلیمنټری اوکړم او بس خبره Withdraw کوؤ۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اچھا، تھینک یو۔

مولانا مفتی فضل غفور: خو دا عاطف صاحب د راته دا اووائی چې یره په دې تیر پینځه کاله د بهترین ایجوکیشن سسټم په نتیجه کښې د تیر کال ریزلټونه چې راواخلو نو د کوم ایجوکیشن بورډ په هغې کښې فرسټ، سیکنډ، تھرډ، دا د ګورنمنټ سکول نه راغلے دے، بس That is enough۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان!

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): میڈم! سوال تو کوئی اور تھا، یہ ابھی کوئی اور سوال لے آیا ہے، تو یہ دیکھیں ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے سارے وہ اس کی وہ نہیں کرتا، یہ اس کی ڈیٹیل ہے جو انہوں نے کوئسچن کیا ہے، یہ اس کی ڈیٹیل ہے، انہوں نے ہر ایک چیز کی ڈیٹیل پورے یونیر کی، ہر ایک چیز کی، بچوں کی، ان کے ماؤں کے نام، ان کے باپ کے نام، ان کے اتے پتے، ٹیلیفون نمبر، یہ سارے اور یہ دیکھیں یہ لاکھوں روپے اس پر لگتے ہیں اور یہ ابھی کہتے ہیں کہ جی مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، تو اتنی عجیب سی بات ہے کہ سوال ایک ہی ہے اور پھر مجھے بتائیں کہ پھر یہ اس پلندے کا اور اس کا کیا، آپ نے پھر یہ کیوں پوچھے کہ جب آپ کو اتنی ضرورت نہیں ہے اس کی، تو یہ آپ نے کیوں ڈیپارٹمنٹ کا، لوگوں کا پیسہ ضائع کروایا، ٹائم ضائع کروایا اور ابھی آپ کوئی اور سوال پوچھ رہے ہیں، یہ کوئی اور سوال پوچھے اس کا میں جواب دوں گا، اس کا نہیں دوں گا۔

(تالیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مفتی فضل غفور صاحب!

مولانا مفتی فضل غفور: زہ لږ توجه غواړم د دې آنریبل منسټر صاحب۔ میډم! ستاسو په وساطت سره ما په دې خپل سپیچ کښې دا نه دی وئیلی چې زما د دې کوئسچن ضرورت نشته دے۔ دا Right ما ته دې اسمبلۍ راکړے دے او دې رولز آف بزنس راکړے دے چې زه ستاسو د هر هر قدم او د هر هر ګام متعلق پوښتنه کولې شم، بیا تاسو په دې بد ولې ګنړئ؟ "آئینہ دکھا دیا تو برا مان گئے"، زه درته صرف دا وایم چې د دې دومره، تاسو دا لوئې دعوې کوئ ما ته اوښایه د کوم یو سرکاری سکول ما شوم په کوم ایجوکیشن بورډ کښې فرسټ پوزیشن اخستے دے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میډم! تپوس د یو نه هر څومره چې کوی، د دې دومره جوابونه ملاؤ شوی دی، د دې نورو جواب به هم ملاؤ شی۔ د خبرې مقصد مې صرف دا وو چې ډیټیل اوغواړی دومره او بیا وائی د هغې حاجت نشته، زه صرف دا وایم چې حاجت ئې نه وو نو بیا ئې ولې دومره ډیټیل په ډیپارټمنټ باندې تیارولو او اوس دا یو فریش کوئسچن دے، دا جی فریش کوئسچن دے،

دوئ د فریش کوئسچن Put کړی، دا په دیکښې نشته، زه به ورله د هغې جواب ورکړم۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، مفتی غفور صاحب!

مولانا مفتی فضل غفور: زما په خیال باندې میډم! د منسټر صاحب خواهش دا دے چې دا کوم کوئسچنز ما کړی دی، د دې ډیټیل کښې لړ لاړ شو۔ زه به تاسو ته صرف دا گزارش کوم چونکه د دې سټډی ما نه ده کړې، زه به د دې سټډی اوکړم او تاسو دا پینډنگ کړئ او ټھیک ټھاک به ان شاء الله د دې په ډیټیل کښې ځو که خیر وی ان شاء اللہ او د دې بل کوئسچن جواب به شاه فرمان صاحب را کړی۔

Madam Deputy Speaker: This is not supplementary, related to this, ستا د سوال نمبر به راشی، Hour ختم شوے خو زه Wait کوم، اوکے۔ ستاسو د ټولو خو پینډنگ شو کنه۔ فخر اعظم خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: او دریږه زه ورله جواب ورکوم۔ میډم!-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: زه به اوس جواب ورکړم۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: اوس ورله جواب ورکوم جی۔

جناب فخر اعظم وزیر: شکریہ میڈم!-----

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میډم! د دوئ د سوال جواب دا دے چې هغه وخت مې هم ورکولې شو خو صرف دا مې ورته وئیل چې دا کوم ډیټیل وو نو پکار ده چې د دې Relevant څه خبره وې نو ښه به وه۔ هغه یو نوے کوئسچن وو خو بهرحال د بورډ د پوزیشنو حوالې سره دې تیرو ورځو کښې ما به چرته د چا بیان اوکتلو، چرته د چا بیان اوکتلو، چا به وئیل 80% ماشومان فیل شو، چا به وئیل دومره پرسنټ ماشومان فیل شول خو ډیټیل ته څوک نه ځی۔ ما پرې پوره Comparison اوکړو د ټولو بورډز، د تیرو کالو د ریزلټ حوالې سره چې دا خبره مخې ته راغله نو په هغې کښې چې کوم اقدامات اخستے شوی دی نو د هغې په وجه باندې چرته یو پرسنټ نیم د بورډ ریزلټ بره تلے دے، چرته یو پرسنټ نیم د بورډ ریزلټ

ښکته راغلے دے چې کوم دوئ د دغه خبره اوکړه چې یره څومره پوزیشن دے ، د دغې به ورته زه Exact detail اووایم چې څومره چا پوزیشن اخستے دے ، نه دے اخستے ، څومره پوزیشنز دی خو صرف او صرف دا چې کوم اقدامات شوی دی نو د دې زما په خیال چې کافی حده پورې، زه خو به پخپله عیب څه نه وایم خو داسې څیزونه دی چې هغه هر څوک Appreciate کوی۔ مثال په طور باندې د "الف اعلان" د رپورټ مطابق په خیبر پختونخوا کښې د انفراسټرکچر په حوالې سره په پاکستان کښې ټاپ ټین ضلعو کښې نهه ضلعې د خیبر پختونخوا نه دی، دا زما په خیال چې زمونږ د پاره ډیره (تالیاں) د خوشحالئ خبره ده او دا که فرض کړو که څوک دا وائی چې یره ټیچران بهرتی شو یا سکولونو کښې Facilities ملاؤ شو نو یکدم به څوک بورډ ټاپ کړی، داسې نه وی چې څنګه دا ایجوکیشن سسټم په ډیر وخت کښې لاندې راغلے وو د یو حکومت نه، د شلو کالو نه، د دیرشو کالو نه نو که فرض کړه که دا کارونه داسې کیږی چې په هغې کښې مثال په طور ټیچرز پوره کیږی، مانیټرنګ سسټم بهتر کیږی، نور اصلاحات راځی نو د هغې سره به ورو ورو هغه دغه ته ځی، دا به نه وی چې یکدم به چرته داسې څه چل اوشی چې هغه ټول ماشومان به د سرکاری سکولونو بورډ ټاپ کړی، دا یو Slow process دے ، دا چې څوک ایجوکیشن سره Related وی، تاسو د هغوی نه هم تپوس اوکړئ۔ مثال په طور باندې یو ماشوم دے او د اووه کاله نه د مختلف وجوهاتو نه د هغه سبق هغه طریقې سره نه وو چې کومې طریقې سره چې پکار وو یا د ټیچرز ټریننګ په وجه باندې یا ټیچرز هډو وو نه، نو که فرض کړه هغه ته اخری کال دوه درې کښې تاسو تعلیم ورهم کړئ نو هغه خو داسې نشی کیدې چې د هغه هغه کمے بالکل 100% پوره شی،نو دا یو Slow process دے ، په دیکښې ان شاء اللّٰه تعالیٰ بهتری راغلې هم ده، نوره به هم راځی خو ټائم به پرې خامخا لګی ان شاء اللّٰه تعالیٰ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، تھینک یو۔ جی، شاہ فرمان! شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ میڈم سپیکر۔ میں پھر سے تھوڑا سا پالیسی کے اوپر اسلئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب گورنمنٹ کی پالیسی چلتی ہے تو اس کے Plus اور Minus کے اوپر بات ہوتی ہے۔ تعلیم اور تربیت دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں اور خاصکر مفتی غفور صاحب

سے میں یہ Expect کرتا ہوں کہ جو گورنمنٹ نے Steps لئے ہیں اس کے اندر، جو ناظرہ قرآن ہے اور ترجمہ قرآن ہے، اس حوالے سے میں بڑے افسوس سے یہ بات کرتا ہوں کہ اس فلور کے اوپر کوئی Appreciate کرے نہ کرے، مفتی غفور صاحب سے میری یہ توقع ہے کہ اس کو Appreciate کرے۔ اگر وہ اس بات کو بھی Appreciate نہیں کرتے تو ایک طرف گورنمنٹ سکولز کے اندر ایک مسلمان بچے کی تعلیم و تربیت کیلئے ہم کوشاں ہیں اور دوسری طرف ہماری خواہش ہے کہ مدارس کے اندر دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ بچے وہ چیز بھی پڑھیں جس میں ان کو عام زندگی میں ان کو جاب ملے، یہ نہیں کہ وہ ایک Fence کے اوپر کھڑے ہوں اور وہ اپنے آپ کو اس سسٹم کا حصہ نہ سمجھیں۔ تو میری یہ ریکویسٹ ہو گی کہ بالکل اپوزیشن کا حق ہے کہ وہ اعتراض بھی کرے اور گڈ گورننس میں ہیلپ بھی کرے لیکن اگر وہ ایک دو اچھی باتوں کو بھی وہ Mention کریں تو اس سے ہمیں بھی تسلی ہو جائے گی اور ان کی Criticism کی بھی Justification ہو جائے گی کہ اگر انہوں نے دو چیزیں Appreciate کیں اور تیسرے کے اوپر اعتراض کیا ہے اور صرف اسلئے اعتراض کرنا کہ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو میں سیاسی کنجوسی سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اتنے بڑے بڑے Steps اور مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے اس گورنمنٹ نے جو Steps لئے ہیں، میں آج شکوے کے طور پر بالعموم اور مفتی جانان صاحب اور مفتی غفور صاحب سے بالخصوص یہ شکوہ کرتا ہوں کہ اچھے Steps کو انہوں نے Encourage نہیں کیا، گورنمنٹ کو Appreciate نہیں کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ تر کو نسچنز اعتراض کیلئے آتے ہیں، ان کا حق ہے کہ گڈ گورننس میں وہ ہمیں کمزوریاں بتائیں تاکہ گڈ گورننس میں ہماری ہیلپ کریں، شکریہ میڈم سپیکر۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو، فخر اعظم، مفتی غفور صاحب! جی۔

<u>مولانا مفتی فضل غفور</u>: میرا نام لیا تو میں اسلئے تھوڑا سا Explanation کرنا چاہتا ہوں۔ میډم سپیکرا عاطف خان صاحب خبره اوکړه، زمونږه محترم وزیر ابتدائی و ثانوی تعلیم وائی چې انفراسټرکچر کښې مونږه ډیره لویه ترقی اوکړله، ځه شکر دے دا یوه خبره مو تسلیم کړله چې کوم کوالټی ایجوکیشن دے، په هغې کښې مو د هائر ایجوکیشن دا حال دے چې کومه یونیورسټی په تهرډ نمبر باندې وه په Top ranking کښې په ټاپ ټین یونیورسټیز کښې، هغه په دیارلسم نمبر باندې راغله او تاسو مونږ ته راکړے دے دا Ranking، دا په دې جواباتو کښې موجود دے

او که دا میډیا والا ورونړه چرته اوئې مومی نو هغوی ته مې هم دا ګزارش دے ، خبره مو راوستله انفراسټرکچر ته، یو خبره خو کم از کم تسلیم شوله چې کوم کوالټی ایجوکیشن دے ، کم از کم په هغې کښې په ګروتھ او په ډیویلپمنټ باندې کم از کم تاسو مطمئن یئ چې یره مونږه تیر په دې پینځه کاله کښې نه دے کړے۔ شاه فرمان صاحب خبره اوکړله چې مونږه ناظره قرآن، ترجمه قرآن، Most wellcome ، د متحده مجلس عمل په دور کښې دا لازمی هم وو او په هغې کښې پیپرز هم وو خو زه یو کوئسچن د دې سره دوباره راؤړم او د دې هاؤس د وړاندې ئې راؤوم، تیر پینځه کاله کښې چې څومره نوی مډل سکولونه جوړ شوی دی، ما ته په یو نوی مډل سکول کښې د اسلامیاتو د استاد پوسټ سینکشن کول، دا راته اوښائی؟ زما خپله حلقه کښې شوی دی یا خو دا ده که د بونیر د پاره پالیسی جدا وی او د نورو علاقو د پاره جدا وی نو زه نه پوهیږم او که زما د حلقې پالیسی دا د دې صوبې پالیسی وی نو زه دا تپوس کوم چې تا سره د اسلامیاتو استاد په نوی مډل سکول کښې نه وی، ته به ترجمه قرآن ښائې په چا باندې، ته ئې وئیلې شې؟

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: شاہ فرمان صاحب!

<u>وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ</u>: میڈم سپیکر! جو چالیس ہزار ٹیچرز بھرتی ہوئے ہیں اور سترہ ہزار مزید بھرتی ہونے ہیں تو ہم نے سارے سبجیکٹ کے ٹیچرز، جس جس کی بھی کمی ہے، ہم نے اگر کوئی سبجیکٹ کمپلسری کیا ہے تو یہ اس کی ڈیمانڈ ہے، اس کے ساتھ Vacancies ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ Fifty seven thousand vacant posts کیا یہ ان چار سالوں میں Vacant ہو گئی ہیں، یہ کب سے Vacant پڑی تھیں؟ تو ہمارے اوپر تو بہت بڑا کام ہے، اسلامیات کے ٹیچرز بھی ان شاء اللہ پورے ہو جائیں گے، دیکھیں یہ 17 ہزار تو ابھی بھرتی ہونے ہیں۔ اچھا دوسری بات، دوسری بات مجھے وہ بتائیں، عاطف صاحب نے زبردست بات کی ہے، آج آپ ایک کمزور Step اٹھائیں، ایجوکیشن کے اندر چار سال بعد آپ کو نتیجہ آتا ہے کہ یونیورسٹی یا سکول نیچے جاتا ہے یا اوپر جاتا ہے، میں آپ کو بتاؤں کونسی یونیورسٹی ہے جس کے اندر ہم وہ چینجز لے کے آئے ہیں جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی ہماری وجہ سے نیچے گئی ہے؟ اگر اس یونیورسٹی کے اندر پالیسی بھی پرانی، ایمپلائز بھی پرانے، ریکروٹمنٹ بھی پرانی، وائس چانسلرز بھی پرانے، تو یہ ہماری وجہ سے نیچے آ گئی ہے؟ ہم تو وہ کمی دور کرنے کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے جو Steps

لئے ہیں، وہ کمی ہم نے دور کی ہے، لہذا ایجوکیشن کی جو آپ Steps لے رہے ہیں آپ اس کے اوپر بات کریں، اس کے اثرات اچھے ہوں یا برے ہوں، وہ چار پانچ سال کے بعد آپ کو سامنے آتے ہیں۔ میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اچھی کوشش کی آپ ضرور تعریف کریں کیونکہ اس سے گورنمنٹ کو تسلی مل جائے گی، آپ سیاسی کنجوسی نہ کریں اور بات یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامیات کے ٹیچرز، اگر سبجیکٹ کمپلسری ہے تو ٹیچرز بھرتی ہوں گے ان شاء اللہ لیکن آپ میرے سے سوال کرتے ہیں کہ کب؟ تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ Fifty seven thousands، کب سے یہ Vacancies ہیں جو ہم نے پوری کیں۔ جس طرح یہ 2002 سے یہ Vacancies خالی پڑی ہوئی تھیں، اسی طرح اسلامیات کے ٹیچرز بھی ہم پورے کریں گے کیونکہ یہ کام شاید اللہ نے ہمارے ذمے رکھا ہے کہ آپ کے دور کی Vacancies ہم پوری کر رہے ہیں۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو، جی، فخر اعظم خان! فخر اعظم۔۔۔۔

<u>جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم)</u>: میڈم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: پلیز مشتاق خان!

<u>جناب فخر اعظم وزیر</u>: میڈم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: بس خیر دے۔ 'کوئسچنز آور' ختم ہو گیا نا۔ جی مشتاق غنی!

<u>جناب فخر اعظم وزیر</u>: یہ کیا زیادتی ہے میڈم! میرا کوئسچن ہے، My last Question, last Question ہے۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: خان صاحب! ایک منٹ میں میں دیتا ہوں، Only one minute۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: اوکے، مشتاق غنی صاحب!

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: میں صرف، بابک صاحب نے ایک بات کی تھی، میں صرف جواب دیتا ہوں بڑے Soft طریقے سے۔ انہوں نے کہا تھا ہم نے یونیورسٹیاں بنائیں، تو میں آپ کو ابھی بتاؤں کہ ہم نے نو یونیورسٹیاں بنائی ہیں اپنے دور میں ابھی تک اور چار پانچ کیمپس ہم نے بنائے ہیں اپنے دور کے اندر اور اس میں دو یونیورسٹیاں ایسی ہیں جو میں خاص طور پر Mention کرنا چاہتا ہوں جو پورے پاکستان میں آپ کو ٹیکنیکل یونیورسٹی نہیں ملے گی جو اس وقت نوشہرہ میں کام کر رہی ہے، یہ Firstever University ہے پاکستان میں، ٹیکنیکل یونیورسٹی، ہم صرف Conventional education کی

طرف نہیں جارہے ہیں، یہ ایک سپیشل یونیورسٹی ہےاور دوسری سپیشل یونیورسٹی میڈم! "منگ" کے مقام پر بن رہی ہے جس کیلئے آسٹرین گورنمنٹ سے ہم نے ایگریمنٹ کیا ہےاور یہ نو بلین کا پراجیکٹ ہے اور یہ اپلائیڈ سائنسز کی یونیورسٹی ہو گی اور جس سے ان ملکوں نے، یورپیئن نے ترقی کی ہے، وہاں کوئی معدنیات نہیں ہیں، کوئی آئل نہیں نکلتا، صرف اس ایجوکیشن کے اوپر، ہم وہ ایجوکیشن بابک صاحب لے کے اس صوبے میں آرہے ہیں اور وہ آسٹرین ان کو پڑھائیں گے، آسٹرین ٹیوٹرز کو سلیکٹ کریں گے، آسٹرین ریکروٹمنٹ کریں گے سٹاف کی بھی،اس حد تک ٹرانسپرنسی ہے۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: اوکے، تھینک یو۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: اور ان شاء اللہ اس نظام کو ہم صوبے کی باقی یونیورسٹیوں میں بھی Same replicate کریں گے تو یہ ہائرایجوکیشن میں بہت کچھ ہو رہا ہے مفتی صاحب! لیکن اثرات جو ہیں چار پانچ سال بعد نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو جی۔

<u>وزیر برائے اعلیٰ تعلیم</u>: اور Next دور میں ان شاء اللہ ہم اسی فلور پر اسی سائیڈ پر ہوں گے، آپ وہیں سے سوال کریں گے اور ان شاء اللہ میں آپ کو جواب دوں گا۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: فخراعظم خان!

<u>جناب فخراعظم وزیر</u>: میڈم! شکریہ، میڈم! میرا کوئسچن نمبر ہے 5754۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: جی۔

* 5754 _ <u>جناب فخراعظم وزیر</u>: کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں صوبائی، ضلعی اور تحصیل سطح پر مانیٹرنگ کیلئے ایک مینجمنٹ کیڈر موجود ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو محکمہ کو آئی ایم یو اور انسپکٹوریٹ سسٹم بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

<u>جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم)</u>: (الف) جی ہاں۔

(ب) جہاں تک آئی ایم یو کا تعلق ہے تو وہ صوبے میں تعلیمی نظام کو مزید بہتر بنانے کیلئے شروع کیا گیا ہے۔ اسی طرح آئی ایم یو جدید ٹیکنالوجی، نیٹ ورکنگ اور گلوبل پوزیشننگ سسٹم (جی پی ایس) کو موبائل

فونزاور کمپیوٹر کے ذریعے استعمال کر کے نہ صرف مانیٹرنگ کو مؤثر طریقے سے سرانجام دے رہا ہے بلکہ اس نظام کے ذریعے فوراً ایکشن بھی لیا جاتا ہے۔اس نظام سے حاصل شدہ رپورٹ روزمرہ کی بنیاد پر آئی ایم یو کی ویب سائٹ http://www.kpimu.gov.pk پر ہر خاص و عام کیلئے ہر وقت دستیاب ہوتی ہے جس میں کسی بھی وقت صوبہ خیبر پختونخوا کے کسی بھی سرکاری سکول کی موجودہ تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم! میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ Already آپ کے پاس اگر تعلیم میں ضلع اور تحصیل کی سطح پر مانیٹرنگ کیلئے مینجمنٹ کیڈر موجود ہے؟ انہوں نے جواب "ہاں" میں دیا ہے، اگر مینجمنٹ کیڈر موجود ہے جس کی بھرتی 2012 میں ہوئی تھی، سابق گورنمنٹ نے کی تھی جو کہ پبلک سروس کمیشن کے تھروان کی ہوئی تھی، پھر آئی ایم یو کی کیا ضرورت تھی؟-----

Madam Deputy Speaker: Atif Khan! Question is directed to you-----

جناب فخر اعظم وزیر: پھر آئی ایم یو کی کیا ضرورت تھی کہ Already آپ کے پاس مینجمنٹ کیڈر موجود ہے جن کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے تھرو ہوئی تھی، پھر آپ نے فوراً 2014 میں، اس کے اوپر آئی ایم یو کو لایا گیا، Independent Monitoring Unit تو ذرا بتائیں کہ اس کی کیا ضرورت تھی اور اس پر آپ کے کتنے اخراجات آئے اور وہاں پر آپ نے یعنی سر! پبلک سروس کمیشن کا جو ملازم ہے، آپ نے اس کو رد کر دیا اور دوسری طرف آپ نے پراجیکٹ، اس کی جگہ آپ پراجیکٹ والے لے کر آ گئے حالانکہ یہ تو میڈم! اس طرح ہوا کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ کے اوپر کوئی اعتبار نہیں ہے، ان کا ڈی ای او کے اوپر کوئی اعتبار نہیں ہے، ان کا اے ڈی ای او کے اوپر کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ میڈم! انہوں نے کل 623 افراد بھرتی کئے ہیں آئی ایم یو میں، جس میں ایک ادنیٰ بندے کی تنخواہ بھی 70 ہزار روپے ہے اور اس طرح سرکل اے ڈی ای او کی تنخواہ 30 ہزار روپے ہے، تو جو وہاں پر ایک بندہ Already کام کر رہا ہے، وہی کام کر رہا ہے جو آپ آئی ایم یو سے لے رہے ہیں اور ان کو آپ وہ Facility نہیں دے رہے ہیں اور دوسری طرف آپ نے نئی 2017، 2018 میں آپ نے ان کیلئے 4296.281 ملین روپے بھی رکھے ہیں، یعنی چار ارب کے لگ بھگ اور آپ نے یہ سفارش بھی کی ہے کہ ان کی 2020 Extension تک بڑھائیں۔ جب میڈم! ان کا ڈیپارٹمنٹ کے اوپر، ڈی ای او کے اوپر کوئی اعتبار نہیں ہے تو ان کو لانے کی کیا ضرورت ہے، ذرا یہ ہمیں تفصیل دیں؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم! کوئسچن کریں، کوئسچن جی، کوئسچن کیا ہے کوئسچن؟

جناب فخر اعظم وزیر: کوئسچن میڈم! ہو گیا ہے، یہ سمجھ گیا ہے، وزیر صاحب سمجھ گئے ہیں کہ میرے کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): میڈم! مطلب یہ تو سوال پوچھے، میں سمجھ بھی گیا ہوں لیکن میرے خیال میں یہ تو کسی سے یہ بات اس ہال میں یا اس پورے جو میڈیا کے لوگ ہیں، اس سے کوئی انکار نہیں ہے، سیاسی کنجوسی تو میرے خیال میں اس کے مقابلے میں بہت چھوٹا سا لفظ ہو گا کہ Independent Monitoring Unit سے جتنی ٹیچرز کی حاضری بہتر ہوئی ہے، وہ تو پوری دنیا کو کیا میرے خیال میں آپ کے حلقے میں جاکے پوچھ لیں، آپ جہاں جاکے پوچھ لیں تو وہ تو ان کا کام ہی صرف مانیٹرنگ ہے، ڈی ای او جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہوتا ہے، اس کے سو کام ہوتے ہیں، اس کے سو کام ہوتے ہیں یا تو مجھے یہ بتائیں کہ آیا یہ آئی ایم یو سے پہلے لوگ باہر کے ملکوں میں نوکریاں کر کے یہاں تنخواہیں نہیں لیتے تھے؟ یہ مجھے بتائیں کہ آئی ایم یو کے آنے سے پہلے لوگوں نے پچاس ہزار تنخواہ لیتے تھے، دس ہزار کا کوئی اور لڑکا یا لڑکی رکھے ہوتے تھے، وہ سکول میں جاکے اس کی جگہ ڈیوٹی کرتے تھے تو ایہ تو ہر ایک بندے کو پتہ ہے کہ آئی ایم یو کا کتنا فائدہ ہوا ہے بنانے کا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جو ہے، اس کا صرف مانیٹرنگ کام نہیں ہے، ان کا کام مینجمنٹ ہے اور اور بہت سارے کام ہیں ان کے اور آئی ایم یو کا صرف کام یہ حاضری کو بہتر کرنا اور سکولوں میں جو چیزیں بنی ہیں، ان کو Ensure کرنا اس کی لسٹ بنتی ہے، وہ موقع پر جاتا ہے مانیٹر وہی سے App کھلتا ہے، وہ سیٹلائٹ سے وہ App کھلتا ہے تب ہی وہ جو لوکیشن پہ جاتا ہے، تب ہی وہ App کھلتا ہے اور مانیٹرنگ سے بہت بہتری آئی، پھر ہم نے اس کو مزید بہتر کیا، اس کو ہم نے آٹومیٹک ایکشن مینجمنٹ سسٹم شروع کیا کہ جیسے ہی مانیٹر وہاں پر جاتا ہے اور ٹیچر غیر حاضر ہے تو ٹیچر اگر غیر حاضر ہے تو وہ ادھر صوبے میں اس کا میسج بھیجتے ہیں مشین سے، کمپیوٹر سے Automatically اس کو ایک شوکاز نوٹس ایشو ہوتا ہے، تو اگر اس کے پاس کوئی Valid reason ہے کہ اس نے چھٹی کی درخواست دیکر کی یا جو بھی تھا تو وہ ٹھیک ہے، اگر نہیں ہے تو اس کے خلاف ایکشن ہوتا ہے، ڈی ای او ایکشن لیتا تھا نہیں لیتا تھا لیکن Automatically کمپیوٹر سے اس کے خلاف Action initiate ہوتا ہے۔ تو میرے خیال میں اگر یہ حلقے میں جائے اور کسی سے بھی دس بندوں میں سے پوچھ لے کہ جی، آئی ایم یو کی وجہ سے بہتری ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی؟ تو میرے خیال میں شاید اگر سیاسی مخالفین کنجوسی کا مظاہرہ

کریں پھر بھی اس کے مقابلے میں دس میں سے نو لوگ ان کو بتائیں گے کہ بہتری آئی ہیں۔ سیلری سرکاری ٹیچرز کی تقریباً کوئی میرے خیال میں 90 ارب روپے ہیں، 90 ارب روپے سیلری ہے، تو اگر 90 ارب روپے ٹیچرز کی تنخواہ آپ دیتے ہیں اور اس میں سے کوئی دس پندرہ پرسنٹ بھی غیر حاضر ہوتے ہیں تو یہ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ تقریباً کوئی دس پندرہ ارب روپے بنتے ہیں سال کے، جو نقصان ہے، باقی نقصان اس کے علاوہ ہے کہ اگر ٹیچر نہ ہونے کی وجہ سے بچے سکول چھوڑ جاتے ہیں، ان کا فیوچر تباہ ہو جاتا ہے، وہ الگ نقصان ہے تو اگر اس پہ تھوڑا خرچہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اگر Ensure ہوتا ہے کہ ٹیچر وقت پہ آئے، ٹیچرز اپنی ڈیوٹی ٹھیک کریں تو میرے خیال میں اس پر یہ جو خرچہ ہے، یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جی، فخر اعظم!

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم! بات دراصل یہ ہے کہ ان کو پتہ ہے کہ مینجمنٹ کیڈر کی کیا ڈیوٹی ہے، وہ پبلک سروس کمیشن کے تھرو آئے ہیں، انہوں نے باقاعدہ ٹیسٹ دیئے ہیں اور وہ اپنی قابلیت کے بنیاد پر آئے ہیں اور آئی ایم یو پراجیکٹ ہے، آپ پبلک سروس کمیشن کا موازنہ پراجیکٹ کے ساتھ مت کریں، ان کے فیوچر کو تباہ مت کریں، ان کو ڈیویلپ کریں، یہی اخراجات ان پر کریں، یہی Facilities ان کو دیں۔ آپ پراجیکٹ والے کو VIGO گاڑی دیتے ہیں، 70 ہزار روپے ان کی تنخواہیں ہیں اور ادھر جو اپنے ڈیپارٹمنٹ والے ہیں، جو ان کا اپنا کیڈر ہے، ان کے پاس سائیکل بھی نہیں ہے، تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ کے پاس کل جو ہیں ایک لاکھ 38 ہزار چھ سو ٹیچرز ہیں، ایک لاکھ 38 ہزار چھ سو اور کل سکولز جو ہیں وہ 29 ہزار ہیں آپ کے پاس جس میں مڈل بھی ہیں، پرائمری وغیرہ اور آپ کے کل طالب علم ہیں 45 لاکھ۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز، کوئسچن کریں، کوئسچن۔

جناب فخر اعظم وزیر: کوئسچن کا مطلب، میڈم! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے تھرو آئے ہیں، ان کی بھرتی 2012 میں ہوئی ہے، آپ کی گورنمنٹ 2013 میں آئی ہے تو اسی سسٹم کو دو سال چلنے انہوں نے نہیں دیا بلکہ ان کے اوپر ایک اور مانیٹرنگ لے کر آ گئے۔ میرے کہنے کا جو مطلب ہے، وہ یہ ہے کہ وہ کام یہ کر سکتے تھے، اب ان کیلئے انہوں نے چار ارب روپے کی اور تجویز مرتب کی ہے، تو یہ اس خزانے کے اوپر بوجھ ہے اور آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ پر اعتبار نہیں کرتے۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان! عاطف خان! عاطف خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: مجھے تو میڈم! یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ ان کا فنکشن ہی الگ ہے، مانیٹرنگ کا کام صرف مانیٹرنگ ہے، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے سو کام ہوتے ہیں تو ہم نے تو ان کے فنکشن میں نہ کوئی کٹوتی کی ہے، نہ ہم نے کہا ہے کہ یہ کام آپ نہیں کریں گے، تو مجھے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اگر کوئی پبلک سروس کمیشن سے آیا ہے یا جس سے بھی آیا ہے، مقصد تو اس کا کام کرنا ہے کہ اگر مانیٹرنگ سے بہتری آئی ہے تو میرے خیال میں ہمیں اس کی بجائے کہ جی یہ پراجیکٹ ہے یا یہ پبلک سروس کمیشن ہے، عوام کو جس چیز سے ریلیف مل رہا ہے، بچوں کو جس چیز سے فائدہ ہے-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: یرہ تہ ائم نشتہ کنہ۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: دیکھیں، یہ ان کے پاس شاید بہت Experience ہے، پرانے دور میں ان کا وہ کونسا محکمہ تھا، لیبر ڈیپارٹمنٹ میں انہوں نے ٹیچرز بھرتی کئے تھے ایک ہزار، ایک ہزار نیب نے Illegal declare کر دیئے کہ جی آپ نے غلط ڈیکلیئر کئے ہیں-----

(تالیاں)

جناب فخر اعظم وزیر: وہ جی ہائی کورٹ نے بحال کر دیئے ہیں، آپ نے تو ڈیپارٹمنٹ کا بیڑہ غرق کیا ہے-----

(شور اور قطع کلامیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: معراج بی بی!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: تو ابھی، تو ابھی حوصلہ، حوصلہ کریں حوصلہ، (شور اور قطع کلامیاں) حوصلہ او کڑہ، (شور اور قطع کلامیاں) حوصلہ او کڑہ، حوصلہ----

(شور اور قطع کلامیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے۔

(مداخلت)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم، میں دو Bills پاس کر رہی ہوں And suspension of rule 22 and ancillary rules.

غیر سرکاری مسودات قانون پر کارروائی کیلئے قاعدہ کا معطل کیا جانا

Madam Deputy Speaker: And suspension of rule 22 and ancillary rules, is it the desire of the House that rule 22 and ancillary rules,

may be suspended under rule 240, to allow the Assembly, to transact Private Member Bills? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it.

غیر سرکاری مسودہ قانون کو متعارف کرانے کیلئے اجازت کا طلب کیا جانا

{خیبر پختونخوا سنسر شپ آف موشن پکچرز (فلمز، سی ڈیز، ویڈیوز، سٹیج ڈرامازاینڈ شوز) مجریہ 2018}

Madam Deputy Speaker: Number one. Item No. 09, Mr. Muhmmad Arif, MPA to please move for leave of the House under rule 77 of the Provincial Assembly Rules of Business, 1988, to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018. Arif Sahib!

Mr. Muhammad Arif: Thank you Madam Speaker, I wish to move a motion for leave under rule 77 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018 in the House.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the leave may be granted to the honourable Member, to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018 in the House? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The leave is granted.

غیر سرکاری مسودہ قانون کا متعارف کرایا جانا

{خیبر پختونخوا سنسر شپ آف موشن پکچرز (فلمز، سی ڈیز، ویڈیوز، سٹیج ڈرامازاینڈ شوز) مجریہ 2018}

Madam Deputy Speaker: Item No. 10, Mr. Muhammad Arif, MPA, to please introduce before the House the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018. Arif Khan!

Mr. Muhammad Arif: I wish to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018, in the House.

Madam Deputy Speaker: It stands introduced.

غیر سرکاری مسودہ قانون کا زیر غور لایا جانا

{خیبر پختونخوا سنسر شپ آف موشن پکچرز (فلمز، سی ڈیز، ویڈیوز، سٹیج ڈرامازاینڈ شوز) مجریہ 2018}

Madam Deputy Speaker: Item No. 11 & 12, Muhammad Arif, MPA, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018 may be taken into consideration at once, Mr. Arif!

Mr. Muhmmad Arif: I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018 may be taken into consideration at once.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Censorship of Motion Pictures (Films, CDs, Videos, Stage Dramas and Shows) Bill, 2018 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say ‘Yes’.

Members: Yes.

Madam Deputy Speaker: And those who are against it may say ‘No’.

Members: No.

(Interruption)

Madam Deputy Speaker: Sorry, ji Sikandar Khan!

جناب سکندر حیات خان: میډم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سکندر صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

جناب سکندر حیات خان: میډم! زمونږه Basic د دې هاؤس مقصد دا دے چې لیجلیشن مونږه کوؤ او لیجلیشن پکار ده چې Thorough په هغې باندې ډیبیټ هم اوشی او د ټولو Collective wisdom چې دے ، هغه مخا مخ راشی۔ تاسو که بل یو ورځ ئې پیش کوئ او هم هغه ورځې د پاس کولو هم دغه کوئ نو You are depriving the Members of this House from studying it and bringing their own amendments, so you are in a way depriving this House of doing its work، نو داسې دغه مه کوئ بی بی، ټهیک ده بنه بل به وی، دغه به وی Let us study it او مونږه د پکښې خپل Suggestions راؤړو نو لږ بهتر لیجلیشن به اوشی۔ که داسې تاسو لیجلیشن دغه کوئ سبا چې بیا پکښې مونږه امنډمنټس راولو بیا دغه کوؤ نو د هغې بنه It does not reflect good honours, I think it will be a good دغه چې تاسو دا دوه ورځې ورکړئ چې

دا کوم نارمل پروسیجر دے And it will be چې مونږه ئې هم سټډی کړو And we can bring our own suggestions in it.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پوهه شوم، اوکے۔ شاه فرمان! شاه فرمان خان!

جناب شاہ فرمان خان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): میڈم سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ In principle سکندر خان نے بات صحیح کی ہے لیکن یہ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ہے، یہ آپ چیک کر لیں سکندر خان! یہ سلیکٹ، یہ بل سلیکٹ کمیٹی نہیں گیا تھا، اگر نہیں گیا تھا تو I agree with Sikandar Khan اگر یہ نہیں گیا تھا، بالکل اس کو یہ ہے کہ چونکہ اس کا تعلق ہمارے کلچر سے ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک میڈیا On slot ہے اور میڈیا کا ہمارے جو خاصکر Foreign elements اور جو اس کے اندر ہیں، Contents ہیں اور جو لوکل لوگوں کے بڑے Protests آتے ہیں اس کے اندر کہ یہ پشتون کلچر کے ساتھ بعض چیزیں ان کی Similarity نہیں ہے تو It is an important، اگر یہ سلیکٹ کمیٹی نہیں گیا تو اس کے اوپر میڈم سپیکر! بحث ضرور ہونی چاہیئے، ایک تو میری یہ Suggestion ہے، عارف بات کر لیں گے لیکن In principle یہ ٹھیک ہے، ہو سکتا ہے Positive چیزیں بیچ میں آ جائیں، سب کا کنسرن ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، عارف صاحب!

جناب محمد عارف: میډم! یو خو دا ده جی چې دا بل یو ځل مخکښې په ایجنډا راغلے وو او ټولو زما په خیال کتلے هم وو۔ زه د سکندر خان خبرې سره بالکل Agree کومه، زمونږ مشر دے او د هغوی خبره به چې کوم دے هغه به ډیره، د هغوی Suggestion به ډیر اهم هم وی خو زما خیال دا دے چې بل مونږه اوس پاس کړو، فرض کړه بیا څه داسې خبره وی، امنډمنټ پکښې راوړئ، مونږ به هغوی سره Agree کړو، مونږ به ورسره Agree کړو جی او د هغوی امنډمنټ به مونږه۔۔۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی شاہ فرمان خان!

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سکندر خان!

جناب سکندر حیات خان: میډم سپیکر! عارف خان اووئیل چې دا په ایجنډا راغلے وو خو It was not presented in the House, till it is not presented in the House، ممبرز چې دی په هغې کښې امنډمنټس موؤ کولې نشی-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شو۔

جناب سکندر حیات خان: نو دا ننPresent شو، اوس د ممبرز حق جوړ شو چې هغوی پکښې خپل امنډمنټس موؤ کولې شی نو هغه It is still depriving the Members of their right to-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی شاہ فرمان خان!

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میډم سپیکر! زه هاؤس ته یو ریکویسټ کوم، بالکل مونږ سکندر خان سره We agree صرف یہ ایک ریکویسٹ ہے کہ چونکہ یہ ہے بڑا Important، یہ اگر اس لحاظ سے سارے اس کو پڑھیں اور اس کے اندر Suggestions دیں اور اس کو ذرا اسلئے ٹائم دیں کہ ہم اس کو Delay اسلئے نہیں کر سکتے کہ بڑے سارے جس طرح وہ Drugs کا مسئلہ تھا، اس کے اندر سارے نوجوان اس سے Affect ہو رہے تھے، یہ بھی اسی طرح کا ایک بل ہے کہ جس سے ہم اپنے کلچر کو Protect کر سکیں، ریکویسٹ یہ ہے کہ اس کے اوپر جلدی بندہ Study بھی کر لے اور Suggestions بھی دے دے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تو Friday کو، Friday کو کر لیں اس کو سکندر خان! Friday کو-----

جناب سکندر حیات خان: جی ٹھیک ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے، Friday پہ کر لیں گے ٹھیک ہے۔اب جو یہ بل ہے نمبر 19-----

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میڈم! یہ جو آپ نے ٹائم دیا ہے، Passage کیلئے اتنا ٹائم دیں کہ ہم اس کو پڑھ بھی لیں، اس میں امنڈمنٹس بھی موؤ کریں، اب آج Wednesday ہے اور پرسوں Friday ہے، Two clear days آپ کے پاس ہونے چاہئیں Before the-----

Madam Deputy Speaker: We don't know, we may not have, I am not sure, and we may not have Assembly then on Monday.

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میڈم! اس کے اوپر دیکھیں، یہ نہیں ہوتا، It is not the Assembly session that is important, it is the law which is important, it is the law which is important.

Madam Deputy Speaker: Okay if you wanted, please Shah Farman Khan! Shah Farman Khan! Shah Farman if you, okay, Shah Farman Khan!

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں، میں تو میڈم سپیکر! آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ On a personal explanation مجھے آپ دو منٹ دے دیں کیونکہ کل میں اسمبلی میں نہیں تھا باقی سکندر خان اس کے اوپر Comment کر لیں گے کہ کتنے دن چاہئیں، چونکہ انہوں نے بات کی ہے، میں صرف Personal explanation میں صرف دو منٹ بات کروں گا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان خان! دا یو بل ډیر ضروری دے، دا Second one، دا بل پاتې دے۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا جی، سکندر خان! بتائیں کتنے دن؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سکندر خان!

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحبه! The rules say چې Two clear days have to be given to the Members-----

Madam Deputy Speaker: Okay.

جناب سکندر حیات خان: نو هغه چې کوم رولز لیکلی دی، At least let us go by that نو لږ ممبرانو د پاره به اسانتیا شی چې امنډمنټس داخل کړی، هغه بیا ستاسو سیکرټریټ د پاره به هم Easy وی چې هغوی هغه پرنټ هم کړی، ټول هغوی Compile هم کړی نو Two clear days دغه که دغه کړئ۔

Madam Deputy Speaker: Okay, the next Bill, this one, this has already been sent to Select Committee, this has been thoroughly discussed and

یہ جو ہے تو اس کا آئٹم نمبر 15 ہے، یہ ڈاکٹر مہرتاج روغانی، میں تو نہیں کر سکتی خود تو-----

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میڈم! یہ Friday two clear days کا پتہ نہیں چلا، میڈم! یہ Friday two clear days دیں۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: پہلا والا تو We have decided، سکندر خان صاحب کی بات کہ Two clear days, two clear days جب بھی برابر ہوں گے، We don’t know کب برابر ہوں گے I tell you، ہاں یہ Introduced ہو گیا، یہ جو ہے This was like my name is there but I can’t, so Rashda Rifat, MPA to please move for extention in period to present the report of the Select Committee on the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018. Ji, Rashda Bibi and Mehar Taj Roghani. Ji, Rashda!

مجلس منتخبہ کی رپورٹ کی مدت میں توسیع

<u>Ms: Rashda Rifat</u>: Thank you Madam. Madam! I wish to move under sub-rule (1) of rule 94 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, that the time for presentation of report of the Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, may be extended till date and I may be allowed to present the report in the House.

<u>Madam Deputy Speaker:</u> The motion before the House is that extension in period may be granted to the honourable Member, to present the report of the Select Committee? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Madam Deputy Speaker:</u> The ‘Ayes’ have it. The period is granted.

مجلس منتخبہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

<u>Madam Deputy Speaker:</u> Item No. 16, Rashida Rifat, MPA, to please present the report of the Select Committee on the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018 in the House. Ji, Rashida Bibi!

<u>Ms: Rashida Rifat</u>: Madam! I wish to present the report of Select Committee on Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018 in the House.

<u>Madam Deputy Speaker</u>: It stands presented.

غیر سرکاری مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا میرج فنکشنز مجریہ 2018 کا زیر غور لایا جانا

Madam Deputy Speaker: Item No. 17 & 18, Rashida Rifat, MPA, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once, Rashida Bibi!

Ms: Rashida Rifat: I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee may be taken into consideration at once.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration as once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. 'Consideration Stage': Amendment in Clauses 1 to 9 of the Bill, since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 to 9 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to 9 may stand part of the Bill? Those are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 9 stand part of the Bill. Long Title and Preamble also stand part of the Bill. 'Passage Stage': You know, I am busy. Honourable Rashida Rifat, MPA, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee, may be passed, Rashida Bibi.

Madam Rashida Rifat: I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018 may be passed.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of

Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018 as reported by the Select?-----

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: میڈم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: انیسہ بی بی کا مائیک آن کر لیں، مجھے آواز نہیں آ رہی۔

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: میڈم! اس پہ جو Proposed amendments تھیں جن ممبرز کی، اب یہ سلیکٹ کمیٹی میں اس پر Agreement ہو گیا ہے تو These amendments need to be withdrawn formally on the floor of the House.

<u>Madam Deputy Speaker:</u> 01 to 09, there is no amendment.

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: یہ اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں میڈم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: کہاں لگی ہیں اس میں؟

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: وہاں پہ Agreement بھی ہو گیا ہے، ٹھیک ہے لیکن یہاں پہ وہ Formally withdraw کریں گے، وہ جو موورز ہیں، اگر اس کے بغیر کریں گے تو ہمیں تو نہیں پتہ کہ سلیکٹ کمیٹی کے جو ممبرز تھے، ہمیں پتہ ہے اس پر Agreement ہو گیا ہے They have reached a consensus but these amendments need to be withdrawn formally، ہیں نا کیوں نہیں؟ ساتھ لگی ہوئی ہیں، بل کے ساتھ دیکھیں۔ (قطع کلامی) تو یہ وہاں سے آئی ہے سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ہے۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: As I am told by the sort of you know my advisors that these amendments have already been thoroughly discussed in the Committee-----

<u>Ms: Anisa Zeb Tahirkheli</u>: Fine.

<u>Madam Deputy Speaker</u>: And the movers and the presenters, they have agreed with eachothers.

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: تو پھر اس کے ساتھ ابھی آج بھی جو آپ نے رپورٹ دی ہے، اس کے ساتھ یہ امنڈ منٹس لگی ہوئی ہیں، میڈم ثوبیہ خان اور پھر اس کے بعد احمد خان بہادر، سردار حسین بابک، مسٹر جعفر شاہ، مسٹر عبیداللہ مایار اینڈ مسز نسیم حیات، یہ اس میں کیوں لکھا ہے؟

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Excuse me Anisa Bibi! This is for you to know-----

<u>جناب عنایت اللہ {سینئیر وزیر (بلدیات)}</u>: میں اس کا چیئرپرسن تھا۔

Madam Deputy Speaker: Yes, he was the chairperson yeah. Ji, Inayat Sahib! You were the chairperson.

سینیئر وزیر (بلدیات): میڈم! یہ ان کی میجارٹی بلکہ سب تقریباًAgree کر گئے، ان کا جوMain point تھا، میں اس کو بتاؤں کہ اس سے سلیکٹ کمیٹیAgree کر گئی ہے تو اس کوWithdrawal کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ ان کاMain point یہ تھا کہ میرج ہال کے اندر جو فنکشن ہوتا ہے، اس کے اخراجات پہ ہم نے ایک پابندی لگائی تھی، وہ پابندی جو ہے ساری امنڈمنٹس اسی سے متعلق تھیں، تو وہ ہم نے، پھر اس سے ہمWithdraw ہو گئے، جو موؤرز تھے، توThen its part، ان کی Amendments part of the Bill بن گئے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جب ہاؤس یہاں سے سلیکٹ کمیٹی کو بھیجتا ہے، سلیکٹ کمیٹی کو ہمیشہ ہاؤس بھیجتا ہے، وہاں پہAgreements ہو جاتے ہیں لیکن یہاں پہ آ کے امنڈمنٹس کے موؤرز ہیں They formally withdrawn کہ ہم نے اپنی امنڈمنٹس واپس لے لی ہیں یا ہمارا اس پہ Consensus ہو گیا ہے، اگر یہ کسی کو پہلے Past practice میں نہیں پتہ تو میرا خیال ہے The Secretariat should have، آپ آس پاس پتہ کریں۔

Madam deputy speaker: No, the Secretariat is very clear and they are telling me they are very clear، وہ کہتے ہیں کہ وہاں پہ جب ڈسکس ہوا تو یہ انہوں نے اس وقت لے لیا تھا This is for your reference, this is to tell you, this is to show the House کہ یہ یہ ڈسکس ہوا تھاNot for that-----

سینیئر وزیر (بلدیات): میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی جی، عنایت!

سینیئر وزیر (بلدیات): میں سلیکٹ کمیٹی کو ہیڈ کرتا رہا ہوں، سلیکٹ کمیٹی کے اندر جو Bill final ہوتے ہیں، اس کے اندرFormal withdrawal ادھر پہلے کبھی کوئیPrecedent میں نے نہیں دیکھی ہے، اگر میڈمQuote کرتی ہے رولز آف بزنس کے اندر کوئیSpecific اس حوالے سے، کوئی Provision quote کرتی ہے، کوئی Rule quote کرتی ہے تو وہ Quote کرے، ہم اس کو Follow کریں گے، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مجھے یہ ابھی جو سیکرٹری بھی اس کو ہیڈ کر رہا تھا، اس کا جواب آیا ہے کہ The amendments have already been withdrawn، اب یہ آپ کے دکھانے کیلئے اس میں لکھا ہے، تو بس ٹھیک ہے، اوکے۔ جی، راشدہ بی بی! چلیں آگے۔ The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. Consideration Stage--

(Interruption)

Madam Deputy Speaker: This is already done, 01 to 09, yes okay, yes, this is done, okay.

غیر سرکاری مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا میرج فنکشنز مجریہ 2018 کا پاس کیا جانا

Madam Deputy Speaker: Rashida Bibi! To please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, as reported by the Select Committee, may be passed. Rashida Bibi!

Ms: Rashida Rifat: I wish to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018 may be passed.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) Bill, 2018, as reported by the Select Committee, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان صاحب! د عنایت صاحب دغہ دے ، بل۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: زہ دوہ منتہ خبرہ کومہ بس۔

سینئر وزیر (بلدیات): ستا خبرہ تھیک دہ خو بل دے ، لیجسلیشن دے یار۔

وزیرپبلک ہیلتھ انجینئرنگ: زہ صرف دوہ منٹہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دوہ منٹہ بیٹھنی هم-----

Senior Minister (Local Government): Legislation has prime importance, legislation is important.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دا یو بل دے او بیا تاسو او بیا بیٹھنی صاحب او بیا پوائنٹ آف آرډرز هم دی لا ډیر شے۔

وزیرپبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ښه جی!

سینیئر وزیر (بلدیات): Introduction کا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2018 کا متعارف کرایا جانا

Madam Deputy Speaker: Item No. 08, honourable Senior Minister for Local Government, to please introduce the Bill before the House.

Senior Minister (Local Government): I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, in the House.

Madam Deputy Speaker: It stands introduced.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2018 کا زیر غور لایا جانا

Madam Deputy Speaker: Ji, Item 13 & 14, honouorable Minister for Local Government, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be taken into consideration at once.

Senior Minister (Local Government): I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be taken into consideration at once.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of t may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it. ‘Consideration Stage’: Amendment in Clauses 01 to 05, since no amendments has been proposed by any honourable Member in Clauses 01 to 05 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 01

to 05 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 01 to 05 stand part of the Bill. Long Title and Preamble also stands part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومتیں مجریہ 2018 کا پاس کیا جانا

Madam Deputy Speaker: 'Passage Stage': Honourable Senior Minister for Local Government, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be passed. Minister Sahib!

Senior Minister (Local Government): I beg to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be passed.

Madam Deputy Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Bill, 2018, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

جی، شاہ فرمان کے بعد بیٹنی صاحب۔ شاہ فرمان صاحب!

رسمی کارروائی

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! یہ میرے میڈیا کے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاؤس کے سامنے چونکہ کل میں نہیں تھا اسمبلی کے اندر اور ایک بات چلی ڈی جی احتساب کمیشن کے حوالے سے کہ وہ میرا قریبی رشتہ دار ہے، تو آج میں ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو میڈم سپیکر! آپ اس کے اوپر رولنگ دیں کہ قریبی رشتے کونسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی لوگ کہیں کہ یہ قریبی رشتہ دار ہے تو قریبی رشتے کون کونسے ہیں، میں اس رشتے کا نام ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں اور میڈیا سے بھی پوچھ رہا ہوں کہ ڈی جی صاحب میرے بھائی کے بہن کے ماموں، بھائی کی بیوی کے ماموں ہیں۔ اب میں خود حیران ہوں کہ اس رشتے کو میں کیا نام دوں، وہ میرے بھائی کی بیوی کے ماموں ہیں تو میں ہاؤس سے بھی اور میڈیا والوں سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مجھے اس رشتے کا نام بتائیں کہ یہ رشتہ کونسا بنتا ہے اور اگر اس رشتے کے پیچھے ہم جائیں تو میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہاں میڈیا کے لوگ جو Visitors، آفیسرز اور

ہاؤس کے اندر جتنے لوگ ہیں، یہ سارے آپس میں رشتہ دار ہیں کیونکہ یہ (تالیاں) اگر اس رشتے کا کوئی نام ہے تو آپ پلیز مجھے بتائیں کہ یہ کتنا قریب کا رشتہ ہے؟ دوسرا پوائنٹ میرا یہ ہے کہ جب ایک ادارے کے اوپر اتنی بات آئی کہ جناب یہ Victimization ہے، یہ ہے وہ ہے اس کے اندر، تو میڈم سپیکر! ہمارے بہت سارے دوستوں نے، پارلیمانی لیڈرز نے یہ مشورہ دیا کہ یہ اختیار اسمبلی سے لے کر جوڈیشری کو نہ دیا جائے۔ چونکہ احتساب کمیشن کے اندر اپوائنٹمنٹس، کمشنرز کی اپوائنٹمنٹ، ڈی جی کی اپوائنٹمنٹ یہ سارا اختیار Administrative Committee of the High Court کے پاس ہے، یہ اختیار اس ہاؤس کے پاس نہیں ہے، یہ اختیار سلیکٹ کمیٹی کے پاس نہیں ہے، یہ اختیار سرچ اینڈ سکروٹنی کمیٹی کے پاس نہیں ہے، یہ اب گورنمنٹ کا احتساب کمیشن نہیں ہے، یہ جوڈیشری کا احتساب کمیشن ہے کیونکہ اس کا سارا کنٹرول اور اسی لئے کہ Political victimization کی بات آ رہی تھی اور اس حوالے سے ہم نے یہ اختیار جوڈیشری کو دیا، اس کے اوپر آپ کمیٹی بنا رہے ہیں، حقائق سامنے آ جائیں گے لیکن مجھے اس کا بڑا افسوس ہے اور میں اسی لئے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ باقاعدہ طور پر رولنگ ہونی چاہیئے کہ قریبی رشتے کون کونسے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ کوئی کسی کا قریبی رشتہ دار ہے یا دور کا رشتہ دار ہے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی بیٹنی صاحب!

جناب صالح محمد: میڈم سپیکر!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بیټنی! ستاسو نه ډیر وختی راهسې هغه دغه کړے دے، بیټنی صاحب!

جناب محمود احمد خان: ډیره مهربانی، میډم! ستا ډیره شکریه ادا کوؤ----

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Order in the House, please، بیٹنی صاحب بول رہے ہیں نا ان کو-----

جناب محمود احمد خان: دا شاه فرمان صاحب نه یو ریکویسټ دے میډم! چې مونږ د شاه فرمان صاحب هم ریکویسټ دا دے چې مونږه ئې شکریه هم ادا کوؤ او ورسره ورسره یو ګیله کوؤ چې په Need basis باندې میډم سپیکر! د جنوبی اضلاع د پاره ټیوب ویلز شوی دی او مونږ دلته په اسمبلئ کښې خبره کړې وه، شاه فرمان صاحب په بجټ سپیچ کښې اوویل چې ان شاء الله د جنوبی اضلاع د

پاره مونږ کوشش کوؤ چې يو پيکج ورکړو او هغه په Need basis باندې اوشو، مونږ د ده شکريه ادا کوؤ ليکن شاه فرمان صاحب د د يو شی وضاحت اوکړی په دې هاؤس کښې چې آيا دا Need basis باندې شوی دی او دا مونږ منو که دا سياسی دی، سياسی مطلب ميډم! دا دے چې يو خو Unelected يو عام کس هغه دا دعویٰ کوی چې دا Need basis چې دا کوم ټيوب ويلز دی يا بور شوی دی، دا زمونږ Efforts وو، دا زمونږ د پاره شوی دی۔ د دې يو مثال مونږ داسې درکوؤ سپيکر صاحبه! چې په لکی مروت کښې دا Minutes اوشول، ټينډر اوشو، د ټينډر نه بعد ډيپارټمنټ د Need basis مطلب دے ډيپارټمنټ ځائې هم خوښ کړو، کار شروع شو، ساړهې نو سو فټ بور لاړو، د هغې نه بعد ايکسيئن ته آرډر ملاؤ شو چې تاسو کار بند کړئ، ورځئ بل ځائې ته شفټ شئ۔ مونږ شاه فرمان صاحب ته وايو چې کم از کم که تا يو علاقې سره يو ښيګړه کړې وی، تا يو قربانی ورسره کړې وی، د هغې دا مطلب خو نه دے چې ته يو Unelected، يو عام کس چې د دروغو ګرده ورځ دعوې کړې دعوې سپيکر صاحبه! زه په چيلنج سره وايم، زه هاؤس ته وايم چې کوم حکومت راغلے دے نو دوئ ټوپئ بدله کړې ده او دغې کس د پاره ته داسې يو خبره کول، دا خو ډيره بې مناسب خبره ده۔ دا زما ورور نور سليم سره نن هم دا شوی دی چې ټينډرز شوی دی، ورک آرډر ملاؤ شوے دے، کار شروع شوے دے، اوس ډيپارټمنټ باندې پريشر اچولې کيږی چې تاسو سائټ چينج کړئ، که شاه فرمان دے که څوک وی، دې د دې هاؤس ته او دغه ټولو ملګرو ته دا شے واضح کړی، سبا به په بل ډسټرکټ کښې دا مسئله وی، مونږ ګريوان د د دغه کوؤ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان صاحب! شاہ فرمان صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! بیٹنی صاحب کا ویسے ہی موڈ ہو رہا ہے گریبان میں ہاتھ ڈالنے کو، میں نے یہ جو کہا تھا ان کو کہ کسی کو جتنا بھی ملا ہے لیکن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سی ایم صاحب کے ڈائریکٹیوز کے تھرو پبلک ہیلتھ کے پیسے سب کو ملے ہیں۔ میں نے یہ ریکویسٹ کی ڈیپارٹمنٹ سے، میں نے کہا کہ ضروری نہیں ہے کہ کسی کی سفارش ہو، ضروری نہیں ہے کہ کوئی ایم پی اے / ایم این اے، خیال رکھیں آپ نے میرٹ کے اوپر جا کے سائٹ سلیکشن کرنی ہے اور ان لوگوں کو پانی دینا ہے کہ جہاں آپ

سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل Purely need based ہے لیکن اس کے اندر میں آنریبل ممبرز، ڈسٹرکٹ کونسلرز، تحصیل کونسلرز اور ایم این ایز سے بھی یہ کہتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے جو جگہ سلیکٹ کی ہے، پلیز آپ اس کے اندر نہ Interference کریں، نہ یہ Impression دیں کہ یہ میں نے کیا ہے، چاہے وہ پی ٹی آئی کا ہو، چاہے وہ کسی اور پارٹی کا ہو، نہ وہ وہاں پر بورڈ لگانے کی کوشش کریں یعنی میری صرف یہ ریکویسٹ ہے آپ سے کہ اس کو Need based رہنے دیں، اس کو Politically استعمال نہ کریں، وہاں جا کے لوگوں کو یہ Impression نہ دیں کہ یہ میں نے کیا ہے اور وہ میڈم سپیکر! Around one billion ہے ساؤتھ کیلئے۔ مجھے پتہ ہے ان کا مسئلہ تھا، اب ڈیپارٹمنٹ نے جو سروے کیا ہے، میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کے اوپر مختلف قسم کے لوگ، کونسلرز، ایم این ایز، ایم پی ایز سارے جا کے ادھر یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں، نہ اس کے اوپر کسی کا بورڈ لگے گا، نہ لگنا چاہیئے، نہ کسی کو Impression دینی چاہیئے کہ یہ میں نے کیا ہے، لہذا جو ڈیپارٹمنٹ کا فیصلہ ہے اسی طرح ہو گا۔ میری ریکویسٹ ہے اگر کسی نے چاہے پی ٹی آئی کا بندہ کیوں نہ ہو، اگر کسی نے یہ Impression دینے کی کوشش کی کہ یہ میرے کہنے پہ ہوا ہے یا میں نے یہ کیا ہے، میں وہاں پر اس چیز کو کینسل کروں گا، لہذا آپ کو اپنے فنڈز ملے ہیں، آپ کو اپنا اختیار ملا ہے، آپ نے سائٹ سلیکشن کی ہے اور جو Need based ہے، وہ Need based ہے، اس کے اندر Interference acceptable نہیں ہے، سائٹ چینج نہیں ہو گی، Interference ہو گی تو میں یہ Clearly بتا دوں، اگر کسی پی ٹی آئی والے نے ادھر بورڈ لگانے کی کوشش کی، نہ اس کا بورڈ ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ سائٹ بھی میں چینج کر لوں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے یعنی ڈیپارٹمنٹ نے اپنے طور پر ایک Need base کی سروے کی ہے، میں ریکویسٹ کرتا ہوں آنریبل ممبر سے کہ اس کے اندر Interference نہ کریں، کوئی اس کے اندر بورڈ نہیں لگے گا۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: بیٹھی صاحب! بیٹھی صاحب!

<u>جناب محمود احمد خان</u>: شاه فرمان صاحب ډیرې خوږې خبرې او کړې، مونږ په دې خبرې بالکل د ده سره 100% اتفاق کوؤ۔۔۔۔۔

<u>جناب نور سلیم ملک</u>: میڈم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: ایک کال اٹینشن ہے نا؟

جناب محمود احمد خان: شاه فرمان صاحب ته مونږ دا وايو چې کوم سائټ ډيپارټمنټ خوښ کړے دے ، هغه ستا خوښ دے کنه؟ په Need basis باندې خو مونږ تاسو ته دا وايو چې دغې کښې اوس په دوئ باندې پريشر اچوی۔ په لکی کښې نن دا واقعه شوې ده، دا د نور سليم په حلقه کښې واقعه شوې ده، بور وتلے دے ساړهې نو سو فټ، دوئ د انکوائرى اوکړى، دوئ د پته اوکړى ميډم! ساړهې نو سو فټ بور تلے دے او ساړهې نوسو فټ بور لاړو او اودريدو، دا شاه فرمان صاحب د دا پته اوکړى۔

جناب نور سلیم ملک: میڈم! میڈم! مجھے بھی۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاه فرمان جواب درکړى بيا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! میں نور سلیم صاحب سے ریکویسٹ کرتا ہوں، اگر ان کو یہ ہے تو سائٹ چینج اس طرح نہیں ہو گی، اگر وہاں پر کام رکا ہے تو صرف اس حوالے سے کام رکا ہو گا کہ اگر کسی نے شکایت کی ہے کہ یا یہ ایم پی اے صاحب ہے یا ایم این اے صاحب یا کوئی ڈسٹرکٹ کونسلر ہے، وہ یہ Impression دینا چاہتا ہے کہ یہ میں لیکر آیا ہوں، اس کیلئے میں تیار نہیں ہوں، سائٹ چینج نہیں ہو گی، آپ اس کے اوپر بات ہی نہ کریں۔

جناب نور سلیم ملک: میڈم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی نور سلیم خان، دیکھیں ابھی میں نے، کال اٹینشنز باقی ہیں ناپلیز۔

جناب نور سلیم ملک: میڈم! دو منٹ کیونکہ میرا نام آیا ہے تو میں اس کی وضاحت کردوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: چلیں، اوکے۔

جناب نور سلیم ملک: منسٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی، میڈم! نہ تو میرا اس Drinking Water Supply Scheme سے کوئی تعلق ہے لیکن چونکہ وہ میرے حلقے میں ہو رہا تھا، وہ لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ ریکویسٹ کی کہ جب ڈیپارٹمنٹ نے یہ سائٹ سلیکٹ کر لی تھی، مجھے اس کا بالکل علم نہیں تھا، جب وہ سائٹ سلیکٹ ہو چکی تھی، وہاں پہ اس کو ورک آرڈر بھی دیا، وہاں پہ وہ Rig بھی گئی، وہاں پہ ساڑھے نو سو فٹ بور بھی ہوا تو کون ہے اور میرے پاس فزیبلٹی سروے بھی ہے جو ڈیپارٹمنٹ نے خود کیا تھا، مجھے بخدا اس کا علم نہیں تھا، جب ساری چیزیں ہو گئی تھیں تو اس کے بعد اور اب آج تیسرا دن ہے

میڈم! کہ ایکسیئن صاحب وہ کنٹریکٹر اور جو وہاں کے لوگ ہیں، انہوں نے میرا جینا حرام کیا ہوا ہے کہ جی کوئی ایک راستہ بتائیے وہاں پہ تمام۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی شاہ فرمان صاحب! بس This is last۔۔۔۔۔

جناب نور سلیم ملک: میڈم! میڈم! میڈم!۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے، نور سلیم خان۔

جناب نور سلیم ملک: ایک بات کرنی ہے، بہت Important ہے۔ منسٹر صاحب کا نام، میڈم! منسٹر صاحب کا نام آ رہا ہے، میں نے ڈیپارٹمنٹ والوں سے بات کی، میں نے ان سے کہا کہ اس سے تو میرا کوئی تعلق نہیں ہے، Need base پہ ہوا تھا، میرے علاقے کے لوگوں کو ایک فائدے کی چیز مل رہی تھی، مجھے تو خوشی ہو رہی تھی، پی ٹی آئی کا یا ایم این اے کا یا کسی اور کا اس میں کیا ہے؟ جب ایم پی اے صوبائی اے ڈی پی میں یہ چیز ہو رہی ہے Need base پہ، میں نے کوئی بات نہیں کی تو اس کے بعد کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ میرے پاس تو وہ سروے بھی موجود ہے، اگر یہ لوگ ہائی کورٹ میں چلے گئے تو یہ تمام سلسلہ رک جائے گا، یہ ایک ریکویسٹ ہے شاہ فرمان صاحب! میری آپ سے۔۔۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! میں یہ تسلی دیتا ہوں نور سلیم صاحب کو کہ صرف ایک بات ہے، اگر میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کو یہ ڈائریکشن نہ دوں، اس کے اوپر ایکشن نہ لوں، ان کو پتہ نہ چلے تو پھر میں کیسے Implementation، یہ ان کے اوپر آرڈر ہے کہ سائٹ چینج کی بات نہیں ہو گی، ان کو Ensure کرانا ہے کہ پورے ساؤتھ کے اندر کوئی ڈسٹرکٹ کونسلر، کوئی تحصیل کونسلر، کوئی ایم پی اے یا کوئی ایم این اے Need base کے قریب نہ آئیں (تالیاں) بس یہ۔۔۔۔۔

جناب محمود احمد خان: آپ اپنی بات پر قائم رہیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ہاں بالکل۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکے، جعفر شاہ صاحب!

(قطع کلامیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ایک کال اٹینشن ہے پلیز، ہاؤس۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں صالح محمد! امجد صاحب! انیسہ بی بی! آپ کے پوائنٹس آف آرڈر میرے پاس لکھے ہیں لیکن کال اٹینشن بزنس کا رہتا ہے، کال آٹینشن، جی جعفر شاہ!

جناب جعفر شاہ: تھینک یو میڈم سپیکر! میں نے آپ سے ریکویسٹ بھی کی تھی آپ کے چیمبر میں کہ ایک پوائنٹ میں کال اٹینشن سے پہلے ڈسکس کرنا چاہتا ہوں، میرے اور Colleagues بھی کریں گے، آج کل ملاکنڈ ڈویژن میں اور خاصکر سوات میں میڈم سپیکر! پچھلے دو ہفتے سے ڈیڑھ ہفتے سے بہت بری صورتحال ہے۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں تو یہ آپ کا کال اٹینشن جو ہے، پہلے تو وہ پڑھیں نا؟

جناب جعفر شاہ: میں اس پہ آتا ہوں لیکن مسئلے پر۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: وہ تو امجد صاحب نے۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: پراونشل گورنمنٹ، اس پہ امجد خان بھی بات کریں گے، میں بھی کرتا ہوں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جعفر شاہ صاحب!

جناب جعفر شاہ: کہ وہاں پہ بہت بری صورتحال ہے میڈم! اور وہاں پہ چیک پوسٹوں کے حوالے سے وہ بھی بات کریں گے، میں بھی بات کرتا ہوں، ہم سب ملاکنڈ ڈویژن والے اس پر بات کرتے ہیں کہ وہاں پہ لوگوں کی بے عزتیاں ہو رہی ہیں، وہاں پہ لوگوں کی اس طرح تلاشی لی جا رہی ہے جس طرح آپ واہگہ بارڈر کراس کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جعفر شاہ صاحب!

جناب جعفر شاہ: تو اس پہ امجد بھی بات کریں گے اور صوبائی حکومت، مجھے مشتاق غنی صاحب اس پہ بریفنگ دے دیں کہ حکومت کیا کر رہی ہے، یہ خاموشی کب تک ہو گی؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی امجد صاحب! اور Then صالح! آپ کا بھی یہی ہے؟ جی۔

جناب امجد علی (معاون خصوصی برائے ہاؤسنگ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه میډم سپیکر صاحبه! څنګه چې جعفر شاه صاحب اووئیل میډم سپیکر! تقریباً بیس د ن مخکښې په سوات کښې یو Suicide attack شوے وو، په هغې کښې د پاکستان آرمی تقریباً چوده نوجوانان شهیدان شوی وو، د هغې سلسلې نه بعد میډم سپیکر! تاسو ته پته ده چې دا چیک پوسټونه په سوات کښې تقریباً د 2008 نه دی او بیا دا چیک پوسټونه چې وو، په دې باندې چیکنګ نرم وو، خلق به تلل، خلقو

هغه Accept کړی وو چې خلق تلل خو د یو دوه هفتو نه مخکښې میډم! هغلته کښې داسې صورتحال دے چې خلق په یو اضطراب کښې دی، چار چار گھنټې خلق په چیک پوسټونو باندې ولاړ وی، د هغوی سره زنانه وی، د هغوی سره ماشومان وی او په چیک پوسټونوباندې زنانه ماشومان دگاډو نه کوځوی او هغه بیا چار چار گھنټې په لائن کښې ولاړ وی۔ میډم! په سوات کښې داسې صورتحال دے چې خلق Fed up شوی دی، هسې نه چې ادارې او عوام یو بل له په جنگ باندې دوباره ورشی او بیا هغه صورتحال پیدا شی چې کوم د 2008 نه یا د 2006 نه کوم صورتحال وو، نو میډم! په دې باندې څنگه تاسو یو رولنگ ورکړے وو چې څنگه کوم سپیډ بریکرې وې، هغه تاسو ختمې کړی وې، دغه شان که تاسو یو رولنگ ورکړئ چې یره په سوات کښې چې کوم چیک پوسټونه دی، که هغه سابقه طریقه کار باندې بحال شی یا که د هغې طریقه کار سهل جوړ شی یعنی اسان جوړ شی میډم سپیکر! ولې چې عوامو ته ډیر زیات تکلیف دے۔ دویمه خبره زما دا ده میډم سپیکر! چې این ایچ اے هغلته کښې په سوات کښې یو سروے کوی، کوم چې Left bank of river swat دے په هغې باندې، میډم سپیکر! مونږ ته په هغې اعتراض نشته دے، دا د ډیویلپمنټ کار دے، روډ جوړیږی 300 feet wide road جوړیږی خو غټه مسئله دا ده میډم سپیکر! چې هغلته څومره ایگریکلچر لینډ دے، په هغې باندې روډ ځی، په آبادئ باندې ځی نو فی الحال خو مونږه د کسانو په جرگه باندې د این ایچ اے چې کوم ټیمونه سروے له راغلی وو، هغه رکاؤ کړی دی خو ستاسو په وساطت باندې د دې هال په وساطت باندې مونږ دا خبره کوؤ چې این ایچ اے والا دی، که فرض کړه هغوی روډ جوړوی نو هغه د د سیند په غاړه باندې جوړ کړی نو هغه زمکې به هم بچ شی او روډ به هم جوړ شی۔ میډم! دا دوه عرضونه دی او دا چیک پوسټونه خلق ډیر زیات تنگ شوی دی، شکریه۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: شاه فرمان صاحب! دا څه لاء اینډ آرډر باندې دغه دے، دا تاسو لږ واؤرئ که جواب مو ورکړو۔ صالح! آپ کا بھی اسی سے Related ہے؟

<u>جناب صالح محمد</u>: جی، میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے اور۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں، اس سے Related ہے، انیسہ بی بی! انیسہ بی بی، انیسہ بی بی کے بعد آپ کیونکہ انہوں نے پہلے یہاں پہ یہ پھر آپ-----

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: تھینک یو میڈم سپیکر! میرا جو ہے، یہ بڑا ہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ اس وقت اس نے پورے پاکستان کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ پشتون اس وقت ایک لحاظ سے Planned out of Khyber Pakhtunkhwa اور فاٹا ایک منظم طریقے سے ان کا قتل عام ہو رہا ہے اور خاص طور پر جو Educated youth ہے، نقیب اللہ محسود کا واقعہ ہم سب کیلئے میں سمجھتی ہوں کہ انتہائی ایک دلخراش واقعہ تھا اور جہاں اس پر تمام پارٹیاں Across the board ایک احتجاج پر تھیں، اب میڈم! ایک نیا جو واقعہ ہوا ہے کہ باجوڑ ایجنسی سے ایک بائیس سالہ نوجوان جو زوالوجی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ رہا ہے، احمد شاہ، یہ ماموند ایجنسی باجوڑ سے تعلق رکھتا ہے عنایت کلے، یہ سترہ فروری کو اس کی لاش جو ہے وہ ملی اس محلے میں جہاں پہ چند سٹوڈنٹس اکٹھے رہائش پذیر تھے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جو حالات رہے ہیں سیکورٹی کی وجہ سے یہاں کے بہت سے سٹوڈنٹس نقل مکانی کر کے وہاں پہ گئے ہوئے ہیں اور اس کا جو قتل ہے، اس کو سر پہ چوٹ لگی ہے، اس سے پہلے اس کو ٹارچر کیا گیا ہے، اس پر ایک Protest ہے بہت زیادہ Protest اور باجوڑ میں گزشتہ روز تمام پارٹیز کا اور مجھے جو خاص طور پر مختلف پارٹیز نے یہ ریکویسٹ کی ہے کہ اس کو آپ اٹھائیں اپنے فلور پہ، تو مجھے یقین ہے کہ میرے تمام جو یہاں پہ ساتھی ہیں، ان کو اس چیز کا وہ ہوگا لیکن چونکہ بزنس ایسا ہے کہ ہر ایک کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ اس طرح کا جو ایک قتل عام ہے اور خاص طور پہ Educated پختونوں کا اور دوسرے خاص طور پہ کراچی میں اس کی ہم مذمت کرتے ہیں پر زور اور یہ ایک ڈیمانڈ کرتے ہیں، میں سمجھتی ہوں، میں نے تو آپ سے ریکویسٹ کی تھی کہ ہم یہاں سے ایک ریزولیوشن پیش کریں لیکن چونکہ آج بزنس میں نہیں آسکتی تھی This very nice of you کہ آپ نے مجھے اجازت دی کہ اس کو میں لاؤں اور یہاں سے ہماری ڈیمانڈ جانی چاہیئے کہ اس کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور ان کو بھی قرار واقعی سزا دی جائے۔ کوئی محرکات سامنے نہیں آرہے ہیں، اس کے جو ساتھی ہیں، وہ چونکہ شام کی جاب بھی کرتا تھا، جاب کے بعد واپس آیا، اپنی ہی گلی میں اس کی وہاں پہ کوئی تیسرے دن کہ دوسرے دن لاش ملی سرد خانے سے، تو میڈم سپیکر! اس میں سندھ گورنمنٹ نے اور خاص طور پہ آصف علی زرداری صاحب نے اس کا نوٹس خود لے کے اس وقت کہا کہ اس کے متعلق فوراً نوٹس لیا جائے اور رپورٹ پیش کی جائے لیکن ابھی تک خاموشی ہے جبکہ یہاں پہ ایک

اشتعال اور انتشار بڑھتا جارہا ہے۔ گزشتہ روز ایک بہت بڑی تعداد میں فاٹا کے باجوڑ ایجنسی کے جو لوگ ہیں، وہ باہر نکلے اور اب وہ اس وقت Expect کر رہے ہیں کہ خیبر پختونخوا اسمبلی سے ان کے ساتھ ایک یکجہتی کی آواز جانی چاہیئے اور میں یہ اسی لئے چاہوں گی کہ یہاں سے ہماری طرف سے کوئی نہ کوئی ایسی قرارداد ہونی چاہیئے جس میں ہم یہ ڈیمانڈ کریں کہ اس کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور خاص طور پہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو فاٹا اور خیبر پختونخوا اور Particularly فاٹا میں جو ایک بے چینی ہے اس وجہ سے، اس کا تدارک ہونے کیلئے یہ بہت ضروری ہے۔ میں اس کیلئے چاہوں گی کہ آپ جب بھی اس کو موقع دیں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Fazal Elahi and then Saleh

او بیا به تا ته راځم، فضل الهیٰ!

جناب فضل الہیٰ (پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات): شکریه میډم سپیکر۔ مسئله دا سې ده جې چې مونږه کله کراچئ ته لاړو نو په هغې کښې چې مونږه بنه سروے اوکړه نو چار سو چوالیس، په هغې کښې چار سو پښتانه وو او دا باقی د نورو صوبو نه وو او نور خلق وو، نو زه به دا عرض اوکړم جې چې کومه واقعه چې لاهور کښې شوې ده، زمونږ د باجوړ چې کوم بچی پکښې شهید شوی دی نو د دې سره سره، دا خو شهیدان شو، دوئ خو قتل کړے شی خو میډم سپیکر! ضروری خبره دا ده چې قرارداد پکار دے یو۔ دویم دے چې هغه معاشی قتل دے، میډم سپیکر! معاشی قتل دے، کله چې زمونږه دا پښتانه ورونړه هلته Stable شی او کاروبار شروع شی نو دوئ هغلته کښې کوم خلق چې هغوی باندې پښنه کیږدی او د هغوی کوم معاشی طور باندې کوم قتل کوی جی نو کله چې هغوی آواز اوچتوی چې یره زمونږه تاسو سره کاروبار شوے دے، تاسو سره لین دین شوے دے دلته نو هغوی سره پوره هم دغه شان په دې وجه ئې قتلوی نو یو خو دا قتل یو معاشی قتل دے نو د دې د پاره زه درخواست کوم چې ټول په شریکه باندې یو قرارداد راؤړی جی او په دې باندې پوره تفصیلی خبره اوشی۔

Madam Deputy Speaker: Saleh and the Babak Sahib. Saleh!

جناب صالح محمد: شکریہ میڈم۔ یہ جو ہزارہ موٹروے اور سکی کناری ڈیم کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں کہ اس میں جو زمین کے ریٹ کا تعین ہے، صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور کافی لوگ وہاں پہ

پریشان ہیں۔ ایک تو ریٹ کا تعین نہیں ہو سکا اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں پہ ہوا ہے وہاں پہ بہت کم ریٹ لگایا گیا۔ اس کے ساتھ میڈم! جس طرح شاہ فرمان صاحب نے بات کی ہے، وہ پانی کے حوالے سے، سکیم کے حوالے سے ہے کہ جہاں پہ بھی اور افتتاح کرے گا، اسی فلور پہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ ہر ایم پی اے جو ہے وہ اپنے حلقے کا وزیر اعلیٰ ہو گا اور اسی فلور پہ آج وہ وزیر اعلیٰ، میں اپنے PK-55 کا وزیر اعلیٰ آپ سے فریاد کر رہا ہے کہ میرے حلقے میں ایک چھوٹی سی سکیم پبلک ہیلتھ کی، اور ایکسیئن شاہد صاحب جو کہ میری برادری سے اس کا تعلق ہے، وہ خود مجھے کہہ رہا ہے کہ جی منسٹر صاحب کا آرڈر ہے کہ پی ٹی آئی والوں سے وہاں پہ افتتاح کرالیں۔ ایک تو منسٹر ایجوکیشن بھی بیٹھا ہوا ہے جو کہہ رہا ہے کہ ہزاروں سکولز، میاں نواز شریف صاحب نے کہا ہے کہاں گئے وہ سکولز؟ لیکن وہ سکولز اگر ہزاروں بنے ہیں تو ہزارہ ڈویژن میں مجھے سکولز بتائیں کہ کتنے وہاں پہ کمپلیٹ ہوئے جہاں پہ آج بچے پڑھ رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو افتتاح کیلئے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، دونوں میرے لئے قابل احترام ہیں اور یہ خود چیک کرلیں، پوچھ لیں، ایکسیئن شاہد صاحب جو پبلک ہیلتھ کے ایکسیئن ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ جی منسٹر صاحب نے خود مجھے کال کی ہے کہ جی آپ افتتاح وہاں پہ پی ٹی آئی کے لوگوں سے کرائیں، تو میں اسی حوالے سے آپ سے کہ انصاف کی حکومت نے اگر یہ بے انصافی کی، ایک تو اپوزیشن کا فنڈ آپ کو پتہ ہے کہ کتنا فنڈ مل رہا ہے اور وہ وہاں پہ اگر سکیمیں بھی، اس کا افتتاح بھی وہاں پہ گورنمنٹ کے لوگ کرلیں تو یہ میرے خیال میں بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس طرح تو میرے حلقے میں کافی ہینڈ پمپس بھی لگے ہیں، پھر ان ہینڈ پمپوں کا بھی حکومت کے لوگ وہاں پہ افتتاح کرلیں، یہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، خود اس پہ نوٹس لیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی بابک صاحب، بابک صاحب کے بعد آپ۔

جناب سردار حسین: شکریه میډم سپیکر۔ ما خو ښنګ چې فضل الهیٰ صاحب خبره اوکړه، د هغې نه مخکښې جعفر شاه صاحب هم غالباً خبره اوکړه، سوات کښې دا ګومره خلق چې په احتجاج باندې راوتی وو، ظاهره خبره ده د هغې نه مخکښې کراچئ کښې ډیر لوئې احتجاج وو او د ټولو سیاسی ګوندونو وفود هلته لاړل، هغوی سره ئې همدردی کړې وه، بیا په اسلام آباد کښې لس ورځې ډیرو زیاتو خلقو احتجاج اوکړو او میډم سپیکر! حقیقت هم دا دے د پښتو متل دے وائی چې "کله خلق تنګ شی بیا په جنګ شی"، او بله لار نشته، ظاهره خبره ده په دې چیک پوسټونو باندې چې ګومره بې عزتی کیږی، ګومره بې عزتی

کیږی، د زنانوؤ کیږی، د بوډاګانو کیږی، په قطارونو خلق ولاړ وی، ماشومان پکښې ډیر زیات وفات شو او ظاهره خبره ده مریضان هم، نو دا هم یو عجیبه غونډې، نه پوهیږو هغه د پښتنو زنانوؤ، د پښتنو پیغلو پلؤ چا نه وو لیدلې پلاؤ، او چې کوم حال جوړ دے ډیره لویه بدقسمتی ده۔ په سوات کښې هم خلق رااووتل او فریاد ئې کوؤ، حکومت ته ئې فریاد کوؤ چې دا کوم ظلم مونږ سره کیږی، دا کوم توهین زمونږه کیږی، د هغې خلاف ئې احتجاج کوؤ او دا احتجاج د یو سیاسی جماعت د بینر یا د جهنډې د لاندې نه وو، هغه خو ټول مخلوق راوتو، وزیران صاحبان ناست دی، صوبائی حکومت په هغوی باندې ایف آئی آر اوکړو او د هغه ایف آئی آر دفعې، ترجمان د صوبائی حکومت ناست دے، د دهشتګردئ دفعې ئې پرې اولګولې۔ سوال دا دے چې که چا ته تکلیف وی، چا ته مشکل وی هغه به پرآمنه احتجاج نه کوی، که د چا سره زیاتې کیږی، د چا توهین کیږی هغه به پرامنه احتجاجی مظاهره نه کوی، دا کوم پیغام دے؟ دا چې کوم ردعمل به راپورته کیږی، ما نن اوکتلو اخبار کښې چې د راروان اتوار په ورځ باندې سوات کښې بیا یوه ډیره لویه مظاهره ده۔ زمونږ صوبائی حکومت دے که مرکزی حکومت دے، هغوی ته به دا خواست کوؤ، فضل الهیٰ صاحب خبره اوکړه او ما د دوئ تقریر هم اؤریدلې وو او دا د پښتو تقاضا هم وه چې دا د دهشتګردئ ئې ځپلې یو قام دے۔ زمونږ پښتانه میندې به بچی دې له پیدا کوی چې دا به په پردو ښارونو کښې، په پردو ملکونو کښې ګن مینان وی، ډرائیوران وی، ګیټ کیپران وی؟ کراچئ کښې دا څومره ښکلې ماشوم وو۔ زما دا خیال دے چې دنیا ئې مثال ورکوی د صورت او د شکل په لحاظ او د وجود په لحاظ۔ وائی دا دهشتګرد دے، هغه ئې اووژلو او بیا دا ډیره د افسوس خبره ده چې یو لوئې لیډر، د لوئې پارټئی، وائی دا نر بچے دے، قاتل نر بچے دے، مذمت کوؤ د دې خبرې۔ خواست کوم هغه مشرانو ته خپله خبره ئې واپس اخستې ده چې په سوچ خبرې کوئ۔ نن لاړ شئی د هغه ځوان د مور نه تپوس اوکړه، د هغه د پلار نه تپوس اوکړه، د هغه د قام او د قبیلې نه تپوس اوکړه۔ میډم سپیکر! مونږ مرکزی حکومت ته هم دا خواست کوؤ او مونږ خپل صوبائی حکومت ته هم دا خواست کوؤ چې که پرامنه احتجاج خلق کوی، هغوی له به دا اجازت ورکوئ او دا هم

وایم، دا په تیرو شلو کالو، د تیرو دیرشو کالو، د تیرو څلویښتو کالو نن خو مونږ د چیف آف دی آرمی سټاف د دې بیا ستاینه کوؤ، مونږه ئې Appreciate کوؤ چې نن 'سیټنګ' چیف آف دی آرمی سټاف دا خبره کوی چې دا څلویښت کاله په افغانستان کښې څه شوی دی، دا جهاد نه وو او هغه دا خبره کوی چې دا څه مونږ نن ریبو، دا څلویښت کاله مخکښې کرلې شوی دی۔ مونږ دا تپوس نه کوؤ چې آرمی چیف صاحب د دا خبره اوکړی چې دا کرلې چا وو، مونږ دا تپوس هم نه کوؤ چې آرمی چیف د د دې تفصیل کښې لاړ شی چې د دې آبیاری چا کړې وه خو بهرحال که نن هم زمونږه حکمرانان، زمونږه مقتدر قوتونه په دې خبره پوهیدلې وی چې واقعی ورانې شوے دے او هغه سمول غواړی نو دیکښې به میډم سپیکر! د ټولو نه سیوا فائده چې ده هغه به د پښتنو وی۔ وجه دا ده چې د ټولو نه سیوا تاوان چې دے دا پښتنو کړے دے، معیشت زمونږ تباه شو۔ میډم سپیکر! تاسو اسلام آباد او پنډئ ته لاړ شئی، هغه داسې لګی چې دا د پښتنو ښارونه دی، سیالکوټ ته لاړ شئی، د پنجاب هر ښار ته لاړ شئی، سندھ ته لاړ شئی، ولے؟ پښتنو هجرت کړے دے، د دې ځائې کور، وطن، کلې د ده ګزران پاتې نشو، بازارونه دلته وران شو، روزګار ئې ختم شو، کالجونه سکولونه وران شو، زمیندارئ ختمئ شوې، ژوند ممکنه نه دے چرته به ځی؟ د پاکستان بیرغونه ئې نیغ کړی دی، بغاوت ئې نه دے کړے، ډیر تاوانیان دی، خفه دی، غصه دی، ردعمل کوی۔ باید چې حکمرانان د هغوی دا تکلیف، دا نقصان، دا غصه خدائے د نکړی چې دا نفرت کښې بدل شی خو دا یوه خدشه ظاهرېږی چې د حکمرانانو د دې غیر ذمه داره او غیر سنجیده رویے په وجه، خدائے مه کړه خدائے مه کړه دا غصه چې ده دا په نفرت کښې بدله نشی او هسې هم میډم سپیکر! مونږه او تاسو ته پته ده چې زمونږ په ملک کښې ملکی بین الاقوامی دشمنان کار کوی، دشمنان کار کوی، هغه خلقو له د خپله لاسه موقع ورکول چې دی میډم سپیکر! زما دا خیال دے چې دا به د عقل خبره نه وی۔ په دیکښې د ملک سلامتیا ته هم خطره ضرور Possibility لری او بیا دا چې دا زمونږ اوولس دے، تاسو هم چې دلته د سوات ممبران، یو ممبر صاحب د سوات ناست دے او شاه صاحب هم ناست دے، د دوئ مشر هم ناست دے، ډاکټر صاحب هم ناست دے۔

دا قطارونه لګيدلې دی قطارونه ژاړو، انسان پرې داسې لګی لکه دا چې د بل ملک سره زمونږ بارډر وی او د بل ملک نه ګاډی راروان دی او په قطار کښې ولاړ دی۔ او یو ځل نه ، دې ځائې کښې به کارډ اوګوری، پينځه کلوميټره لاړ شه چې هلته به کارډ اوګوری، پينځه کلوميټره مخکښې لاړ شه چې هلته به کارډ اوګوری۔ دا خلق د دې نه ډير زيات تنګ شو، دا خلق د دې نه ډير زيات تنګ شو۔ د دهشتګردئې خلاف دا ټول اولس چې دے دا د خپلو حکمرانانو سره ولاړ دے۔ لهذا دهشتګرد زمونږ يو دشمن دے، دا اولس دې ځائې ته رسول نه دی پکار چې د هغوی د رويو، د هغوی د طريقو په وجه باندې خدائے مه کړه خدائے مه کړه بيا مونږه هغه دهشتګردئ ته او هغه دهشتګردو ته فائده اورسی-----

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو۔

<u>جناب سردار حسین</u>: لهذا زه د حکومت د ترجمان نه دا توقع کومه چې د سوات اولس راپاڅيدلې دے، په خپل غم ژړلے دے، خپل فرياد ئې بيان کړے دے، خپل تکليف ئې بيان کړے دے چې دا کوم ايف آئی آرز شوی دی، زه ريکويسټ کوم حکومت ته او د حکومت ترجمان ته چې دا ايف آئی آرز واپس واخلی۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: سردار صاحب هم بس فائنل به ئې بيا تاسو وائنډ اپ کړئ، بس Last one Sardar، سوری سلیم صاحب! مائیک آن کر دیں ان کا، اسی سے Related ہے نا؟

<u>جناب سلیم خان</u>: ہاں اسی سے Related ہے، میڈم تھینک یو۔ میڈم! جو پوائنٹ آؤٹ کیا میرے دوستوں نے یہاں پہ چیک پوسٹوں کے حوالے سے، یہ نہ صرف سوات کا بلکہ پورے ملاکنڈ ڈویژن کا مسئلہ ہے جی اور پورے ملاکنڈ ڈویژن میں جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں، ان کو ہم جاتے ہیں تو گھنٹوں گھنٹوں قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے، وہاں پہ بیمار ہوتے ہیں، زنانہ اور بچے ہوتے ہیں، وہ سارے اسی لائن پہ اور کسی کو ہلنے بھی نہیں دیا جاتا اور میڈم! بہت مشکل میں ہین اس علاقے کے عوام، اس علاقے کے لوگ اور ان کی Traveling لازمی طور پہ روزانہ Base پہ ہوتی ہے، Down Districts میں آتے ہیں، پشاور آتے ہیں یہاں سے اوپر جاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ سیکورٹی نہ ہو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ سیکورٹی ہو مگر اتنی سیکورٹی چیک پوسٹیں بھی نہ ہوں کہ لوگ اس سے تنگ آجائیں اور اس سے مزید پریشانی اور حکومت کو مسئلہ ہو۔ میری گزارش یہی ہوگی کہ جتنی بھی چیک پوسٹیں ہیں، غیر ضروری چیک پوسٹیں ہیں، وہ ہٹائی جائیں اور

عوام کو سہولت دی جائے، عوام کیلئے آسانی پیدا کی جائے اور یہ بھی میری گزارش ہے حکومت کے تھرو ہماری فورسز کو کہ جو غیر ضروری پوسٹیں ہیں، ان کو ہٹایا جائے۔ دوسری میں یہاں پہ ایک Clarification کروں کہ میرے دوست محترم سردار حسین بابک صاحب نے کہا کہ وہاں پہ ایک انسپکٹر کو بہادر بچہ کہا گیا تھا، میڈم! یہ اس وقت کی بات ہے، (مداخلت) میری بات سنیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب کراچی میں رینجرز آپریشن کر رہی تھی، یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ زرداری صاحب نے یہ بات اس وقت کہی تھی کہ وہاں پہ Fifty Inspectors نے اس آپریشن میں حصہ لیا تھا اور ان Fifty میں سے Forty nine مارے گئے، شہید ہو گئے، صرف ایک یہ انسپکٹر راؤانوار اس وقت بچا تھا، یہ اس وقت کی بات ہے، اس وقت کی بات نہیں ہے میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں، یہ اس وقت کہا گیا تھا اور اس کو بار بار میڈیا پہ بھی اچھالا گیا ہے اور اس بات کو بار بار کیا جاتا ہے، یہ اس وقت کی بات ہے۔ باقی میڈم! ایک اور چیز جو میں اس فلور پہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایک بہت ہی Important department ہے انرجی اینڈ پاور، چونکہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Sorry, if you do not mind, Shah Farman have to-----

(Interruption)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، شاہ فرمان نے اس کا جواب۔۔۔۔۔

جناب سلیم خان: اس کو Just clear کرتا ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان نے اس کا جواب دینا ہے، وہ سارا Diffuse ہو جائے گا، جتنی ابھی تک باتیں کی ہیں، وہ سب ختم ہو جائیں گی۔ جی شاہ فرمان صاحب!

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ میڈم سپیکر! یہ دو بڑے ایشوز ہیں اور دونوں بڑے Sensitive ہیں، بڑے حساس ایشوز ہیں اور سب سے پہلے تو میں اپنے دوست کو یاد دلاؤں کہ جس انٹرویو میں یہ بات کی گئی ہے کہ وہ بہادر بچہ ہے، اسی انٹرویو میں صرف ایک ہی سوال پوچھا گیا تھا کہ آپ بتائیں کہ وہ کہاں ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرا گھر چیک کریں، اس میں تو نہیں ہے اور اس کے بعد یہ جواب آیا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اس وقت کی بات نہیں ہے، یہ نقیب اللہ کے قتل کے بعد یہ انٹرویو لیا گیا تھا اور ان سے پوچھا گیا تھا کہ راؤانوار کدھر ہے، اچھا وہ بہادر ہے یا نہیں ہے، سوال ہمارا یہ ہے کہ وہ بہادر بچہ کہاں چھپا

ہوا ہے، یہ کس کی ذمہ داری ہے، ہمارے سے تو ایک ایک چیز کا جواب لیا جاتا ہے؟ ایک 19 گریڈ کا پولیس آفیسر-----

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم سپیکر! یہ اس طرح-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ نے سننا ہوگا، فخر اعظم! آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: مجھے Respond کرنے دیں پلیز، جب آپ بولتے ہیں تو ہم بیچ میں نہیں بولتے، جب آپ بولتے ہیں ہم بیچ میں نہیں بولتے، پلیز۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم! پانچ لوگ بولے ہیں، ان کو جواب دینے دیں پھر آپ-----

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میری ڈیمانڈ یہ ہے اور یہاں سارے بیٹھے ہوئے ہیں، اچھا میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ Sensitive issue یہ ہے کہ ایک تو اس ملک کے دشمن ہمیں مسلکی، قومیت، زبان کی لائنز پر تقسیم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان دشمنوں کے ساتھ ملک کے اندر رہتے ہوئے دشمن ساتھ ملے ہوئے ہیں، مجھے اس بات کی Justification بتادیں کہ اس کی کالز لوگ Receive کرتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ میں پاکستان میں ہوں، خود فون پہ بات کرتے ہیں کہ تاریخ کیلئے آؤں گا، اس گورنمنٹ سے کیا آپ Expect کرتے ہیں کہ جس کو یہ نہیں پتہ کہ ایس ایس پی کدھر ہے؟ یہ تو عدالت فیصلہ کرے گی، ظلم اس نے کیا ہے، کتنا کیا ہے لیکن ایک تو ہمارے ایک بے گناہ لڑکے کو قتل کیا ہے اور جو اس سے بھی بڑی بات ہے، وہ یہ ہے کہ ایک قوم کے اندر اتنی نفرت پیدا کی گئی ہے، اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کو چھیڑا گیا ہے، اسلام کے نام پر بنا ہوا ملک ہے، یہاں پر احساس دلایا جاتا ہے کہ آپ پشتون ہیں، تو میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے خلاف سازش ہے، کچھ تو بیرونی سازش ہے، وہ تو ہے ہی اس ملک کے دشمن لیکن اصل دشمن وہ ہیں کہ اس ملک کا کھاتے ہیں، کماتے ہیں اور ان دشمنوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں تاکہ نسلی بنیاد پر نفرتیں پیدا کریں، لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جو بے چینی آج کل پشتونوں کے اندر ہے چاہے باجوڑ کا واقعہ ہے، چاہے نقیب اللہ کا واقعہ ہے، ظلم تو ہے ہی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو اس کے ذمہ دار ہیں اور جو ان ظالموں کے ساتھ کھڑے ہیں، وہ اس ملک کو تقسیم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور میں سب کو یہ بتادوں کہ جس نے راؤ انوار کو چھپایا، اس کے ساتھ حساب کتاب ہوگا لیکن وہ جان لیں کہ ہمیں سندھ سے کوئی نفرت نہیں ہے، ہمیں سندھیوں سے نفرت نہیں ہے، ہمیں ان لوگوں سے نفرت ہے اور میں کسی کا نام نہیں لے رہا، آنریبل ممبرسن لیں میں، نام کسی کا نہیں لے رہا، کسی کا نام میں نے نہیں لیا ہے، میں صرف

بتاتا ہوں کہ جس نے بھی چھپایا وقت بتادے گا، اس کو یہ میسج جانا چاہیئے کہ اس ملک کی دفاع کیلئے پشتون کھڑے ہیں، آپ اس ملک کو تقسیم نہیں کر سکتے، آپ کی کمزوریاں ہوں گی، اس ملک کے دشمنوں کے ساتھ آپ کے اکاؤنٹس ہوں گے، آپ کی پراپرٹیز ہوں گی، یہ ملک قائم ودائم رہے گا۔ ہمیں سندھ سے کوئی نفرت نہیں لیکن جنہوں نے چھپایا ہے۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یہ اچھا، میں آپ سے صرف پوچھ رہا ہوں، میں نے آپ کا تو نام نہیں لیا۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: (جناب فخر اعظم وزیر کو مخاطب کرتے ہوئے) میں نے تو آپ کا نام نہیں لیا۔

جناب فخر اعظم وزیر: یہ کیا طریقہ ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میں نے تو آپ کا نام نہیں لیا، میں نے تو کسی کا نام نہیں لیا، اچھا میرا ایک سوال ہے، میرا ایک سوال ہے، اچھا میرا ایک سوال ہے۔۔۔۔۔

جناب سلیم خان: آپ اپنے صوبے کی طرف دیکھیں۔

جناب فخر اعظم وزیر: آپ دیکھیں، مردان میں کیا ہوا، ڈی آئی خان میں کیا ہوا؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آپ مجھے، یار آپ جب بولتے ہو تو ہم جواب دیتے ہیں؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سلیم صاحب! فخر اعظم! تا سو ته خو نه وائی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جب آپ بولتے ہو تو ہم جواب دیتے ہیں؟

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا، میں یہ کہہ دوں میڈم سپیکر! کہ:

ے میں تیرا نام نہ لوں اور لوگ پہچانیں — کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار بھی ہے

جناب فخر اعظم وزیر: ادھر کیا ہو رہا ہے، اپنے صوبے میں کیا ہو رہا ہے؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم! کښېنه۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! میں نے یہ کہا ہے، میں نے یہ نہیں، میڈم سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو راؤانوار کو چھپائے گا وہ اس ملک کا بھی دشمن ہے اور پشتونوں کا بھی دشمن ہے، اچھا، میں نے یہ نہیں کہا۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): میڈم سپیکر! میں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان! عاطف خان!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا جو دوسرا ایشو ہے، جو راؤانوار کو چھپائے گا۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میری بات سنیں جو اس کو بہادر بچہ کہے گا۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کورم، اچھا اچھا سن لیں، میڈیا سن لیں، راؤانوار کی بات پر، راؤانوار کی بات پر کورم پورا نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: راؤانوار کی بات پر کورم پورا نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا، آخری بات۔۔۔۔۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میڈم! ایک بریکنگ نیوز میں آپ کو بتادوں، ایک بریکنگ نیوز میں آپ کو بتادوں، ایک منٹ، ایک بریکنگ نیوز ہے میڈم! نااہل کو دوبارہ نااہل کر دیا گیا ہے، نااہل کو دوبارہ نااہل کر دیا ہے سپریم کورٹ نے۔

(قطع کلامیاں اور شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا میں یہ کہہ دوں کہ زرداری، میڈم سپیکر! خیر آرام سے۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ثناؤاللہ کا مائیک آن کریں، ثناؤاللہ، ثناؤاللہ، خدایہ پاکہ، ثناؤاللہ تہ وایہ، مائیک ئې آن کړه۔

(قطع کلامیاں اور شور)

Madam Deputy Speaker: Atif! Carry on, carry on.

(Pandemonium)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اچھا، میرا ایک سوال ہے جب میں نے ظالم کی بات کی، جب میں نے چور کی بات کی تو آپ کیسے سمجھ گئے کہ یہ زرداری ہے؟

(قہقہے)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، عاطف خان!

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میڈم! سپریم کورٹ نے نااہل کو دوبارہ نااہل کر دیا ہے، نواز شریف صاحب کو دوبارہ نااہل قرار دیا گیا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ثناؤ اللہ، ثناؤ اللہ، پریږده چې وائی، یره پریږده ثناؤ اللہ یوه خبره کوی، اوکړه څه۔

صاحبزادہ ثناؤاللہ: هیڅ هم خبره نه کوم میډم!

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مائیک آن دے شاباشې، مائیک آن دے، مائیک آن دے۔ عاطف خان! لږ یو منټ یو منټ، ثناؤاللہ کو نمبر-----

صاحبزادہ ثناؤاللہ: میډم! څه خبره به اوکړم؟

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اوکړه۔

صاحبزادہ ثناؤاللہ: (محترمہ ڈپٹی سپیکر کو مخاطب کرتے ہوئے) څه خبره به اوکړم میډم؟ ته خو نه د قانون نه او نه د دستور نه خبر ئې تا خو د اسمبلئ نه ګپ جوړ کړے دے۔ میډم! دوئ خو د اسمبلئ نه ګپ جوړ کړے دے، دا اسمبلی خو په دې ځیزونو نه چلیږی لکه دوئ چې چلوی، دا اسمبلی دا سې چلیږی میډم! لکه دوئ چې چلوی؟ د خدائے د پاره لږ لږ څه چل څه شے یاد کړئ۔

Madam Deputy Speaker: Okay, the sitting is adjourned till 03:00 pm afternoon, 23rd February, 2018.

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 23 فروری 2018ء بعداز دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)